تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان
شمارہ 10 جلد 23
جولائی 2023 ذوالحج

قرآن پاک کو بے وضو چھونے کا حکم

سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ اور جدید سائنس

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ



فضیلتِ عاشورہ

ایک ایمان افروز خط

کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت

تعارف جامعۂ انوارالاثانی شکرگڑھ
اداریہ

کشف المعانی لمکتوباتِ امام ربانی

مسائلِ دینیہ

محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

حمدو نعت

اے دوست کیا ہی کہنے ہمارے نصیب کے
ہم ہیں خدا کے اور خدا کے حبیب کے

سب کا خدا خدا ہے تو سب کے نبی نبی !
شاہ و گدا کے اور امیر و غریب کے

حمد خدا و نعت نبی ہے مرا علاج
پھر ناز کیا اٹھاؤں دوا و طبیب کے

ہر چیز میں ہیں نور خدا کی تجلیاں
اللہ رے مشاہدے قلب منیب کے

فوراً اجابتوں نے گلے سے لگا لیا
نالے تھے عرش گیر کسی ناشکیب کے

نام ان کا لے کے مانگ دو عالم کی عظمتیں
یہ ہیں حبیب رب سمیع و مجیب کے

کیوں ہوں نہ ان کے لطف قریب و بعید پر
جب ہیں نبی حضور بعید و قریب کے

عشاق مصطفٰے کی ہے دعوت بہشت میں
دریا بہیں نہ کیوں یہاں شہد و حلیب کے

یا رب کہیں سے پھر کوئی ایوبی بھیج دے
پھر غل مچا رہے ہیں پجاری صلیب کے

آسی سے بینوا کو بھی اپنا بنا لیا
کیا حوصلے عجیب تھے شیخ عجیب کے

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-٦٢

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

مجلہ الحقیقہ اداریہ

تعارف جامعہ انوارِ لاثانی شکرگڑھ

پس منظر: آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف (ضلع نارووال) کے عظیم ولیٔ کامل، شہنشاہِ ولایت، اعلیٰحضرت، سراپا برکت پیر سید علی حسین شاہ صاحب (نقشِ لاثانی) قدس سرہ نے سالانہ عرسِ شہنشاہِ لاثانی مؤرخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے موقع پر جامعہ انوارِ لاثانی کے نام سے ایک عظیم درسگاہ کے قیام کا اعلان کیا۔ پروگرام کے مطابق اس مرکزی درسگاہ کی شاخیں ملک بھر میں پھیلنی تھیں۔ چنانچہ آپ کے خلفاء و متوسلین نے اپنے مرشد و مربی قدس سرہ کے اشارے پر اپنے اپنے علاقے میں اسی نام سے کئی ذیلی درسگاہیں قائم کیں۔

تحصیل شکرگڑھ پاکستان کی بہت بڑی تحصیل ہے۔ اس دَور میں یہاں کافی تعداد میں مسجدیں آباد تھیں اور ناظرہ کا انتظام بھی موجود تھا مگر حفظ کا خاطر خواہ اور باقاعدہ پروگرام زیرِ عمل نہ آسکا تھا۔ قیامِ پاکستان کے کئی سال بعد چند مدارس قائم ہوئے مگر وہ بھی اکثر حفظ تک محدود رہے۔ علاقے کی بعض شخصیتوں نے لاہور اور فیصل آباد جیسے شہروں میں علم حاصل کر کے بڑا نام پیدا کیا مگر وہ جہاں گئے تھے، وہیں کے ہو رہے۔ شہنشاہِ ولایت حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ العزیز کے پروردۂ نظر، شمس العرفاء، بدرالاولیاء، حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبادلہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ سے گورنمنٹ ڈگری کالج شکرگڑھ میں ہوا تو یہاں کی علمی فضا میں ہلچل پیدا ہوئی۔ آپ کی مساعیٔ جمیلہ سے اس شہر میں مسلکِ حق اہلِ سنّت کی بالادستی قائم ہوئی۔ کتنی ہی مساجد، مدرسے، لائبریریاں، سکول اور کالج قائم ہوئے۔ "نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی" کی صورت میں دینی و دنیاوی تعلیم کی عظیم درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ لاتعداد مضامین پر اسلامی کتب کی اشاعت ہوئی۔ علماء کی ایک بڑی کھیپ تیار ہوئی۔ اسلامی عقاید و اعمال کے نشر و اشاعت کے لیے تعمیری اور بامقصد محافل کا ایک بڑا سلسلہ شروع ہوا جس سے ہزاروں لوگوں کی اصلاح ہوئی۔

جامعہ انوارِ لاثانی کا قیام اور شعبہ حفظ و ناظرہ: حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کے شکر گڑھ کے دَورِ اوّلیں میں سرانجام دیئے گئے دینی کارناموں میں 'جامعہ انوارِ لاثانی' کا قیام نمایاں ترین کارنامہ ہے۔ بدھ مؤرخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ (بمطابق ۷ اپریل ۱۹۹۹ء) کو اس جامعہ کا صلوات و دعوات کے ہجوم میں باقاعدہ افتتاح ہوا۔ آپ نے اپنے شیخِ کامل کے منصوبہ جات کو آگے بڑھاتے بلکہ نقطۂ عروج تک پہنچاتے ہوئے اس ادارہ کا قیام عمل میں لایا تھا چنانچہ یہاں اعلیٰ ترین معیار کے ساتھ حفظ و ناظرہ کی کلاسز کا آغاز ہوا اور اس کا جلد ہی اطراف واکناف میں شہرہ ہو گیا۔ اس کے پہلے مدرّس جناب عبدالعزیز شاہ صاحب (لاہور) تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حفظ و ناظرہ کے طلبہ کی تعداد بڑھنے لگی اور تجوید و قرأت کے ماہر قبلہ شاہ صاحب نے اپنے تلامذہ کو قرآنی انوار سے مسرور و معمور کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۹۹ء تا ۲۰۲۳ء ۲۴ سالہ دَور میں قبلہ شاہ صاحب کے بعد حافظ اعجاز حسین اعجاز صاحب پھر خصوصاً جناب قاری اشفاق صاحب نے بڑی جانفشانی سے تدریس و تحفیظ کا مقدس فریضہ نبھایا۔ اس عرصے میں تعداد بڑھتی گئی اور حفاظ بھی اچھی خاصی تعداد میں فارغ ہوتے گئے۔ فاضل درس نظامی جناب علامہ حافظ محمد طارق صاحب نے بھی انہاک و خلوص کے ساتھ کچھ عرصہ شعبہ حفظ کا چارج سنبھالے رکھا۔ لیکن سب سے طویل عرصہ حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، پیکرِ اخلاص و مروّت جناب حافظ قاری محمد عدنان آسوی صاحب کا ہے جنہوں نے اپنے شیخِ گرامی کے ظاہری دورِ آخر سے تا حال اس فرضِ منصبی کو نہایت احسن انداز سے سنبھال رکھا ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ ان کے ہمراہ قبلہ حافظ غلام میلادی صاحب (ملتان) کی خدمات بھی لائقِ ستائش ہیں۔ موصوف نہایت محنتی ہیں اور خدمتِ قرآن میں بہترین صلاحیتیں بروئے کار لائے ہوئے ہیں۔ اِس وقت (۲۰۲۳ء میں) ۱۵۰ طلبہ حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جنہیں خوب ماہر حفاظ بنانے کے لیے مزید ۴ اساتذہ کرام موجود ہیں۔ (۱)۔ جناب قاری محمد رضوان صاحب (۲)۔ جناب مولانا حافظ محمد وقاص صاحب (۳)۔ جناب قاری محمد اسلام صاحب (پاکپتن) (۴)۔ جناب مولانا حسنین آسوی صاحب جبکہ قاری محمد وقاص صاحب (ڈیرہ اسمٰعیل خان) نے بھی ایک سال اپنی خدمات پیش کیں۔

شعبہ درس نظامی: اسی دَور میں حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی ہدایات پر دینی تعلیم کی تکمیل کرنے والے فاضل نوجوان علامہ مفتی حافظ محمد سعید قادری صاحب جن کی قابلیت کا اساتذہ و تلامذہ میں بڑا چرچا تھا وہ بھی جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں سے فارغ ہو کر تشریف لے آئے۔ انھیں جامعہ انوارِ لاثانی کا صدر مدرّس بھی مقرر کیا گیا اور شعبہ درسِ نظامی کا انچارج بھی۔ خدا جل شانہٗ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل و کرم سے علامہ بڑے محنتی ثابت ہوئے اور ان کے تلامذہ ماشاء اللہ ان کے علم ہی سے نہیں عمل سے بھی خوب فیض پانے لگے۔ اُس وقت (۲۰۰۵ء میں) ناظرہ میں ننانوے (۹۹)، حفظ میں چونتیس (۳۴) اور درسِ نظامی میں تیئس (۲۳) طلبا زیرِ تعلیم تھے۔ جبکہ اس وقت (۲۰۲۳ء میں) یہ تعداد بڑھ کر حفظ میں ۱۵۰، اتنی ہی ناظرہ میں اور درسِ نظامی کی کلاسز میں ۳۰ کے قریب ہے۔ جبکہ معزز اساتذہ کی تعداد ۵ ہے۔ (۱)۔ جناب علامہ مفتی حافظ محمد سعید قادری صاحب (۲)۔ جناب علامہ محمد شاہد اقبال آسوی صاحب (آپ پہلے دن سے ادارہ سے وابستہ اور خلوصِ دل سے اپنے شیخ کے مشن پر گامزن ہیں) (۳)۔ جناب علامہ مفتی محمد طیب نقشبندی صاحب (آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین کے صاحبزادے ہیں۔ ادارے کے تمام انتظامات اب انہی کے سپرد ہیں۔ مارچ ۲۰۲۳ء سے اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔ تمام معاملات میں پہلے سے مثالی بہتری اور نظم ونسق انہی کے رہینِ منت ہے) (۴)۔ علامہ حافظ محمد ثاقب

مجددی صاحب (۵)۔علامہ محمد فیضان المصطفیٰ آسوی صاحب (مؤخر الذکر دونوں علماء بھی انتہائی قابل اور محنتی ہیں)

یاد رہے! ادارہ کا آغاز ہی میں تنظیم المدارس سے الحاق کرادیا گیا تھا۔

جامعہ انوارِ لاثانی برائے طالبات: ظاہر ہے معاشرے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لیے خواتین کی تعلیم وتدریس بھی از حد ضروری ہے۔اس کے لیے'جامعہ انوارِ لاثانی برائے طالبات' کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔خداوندِ کریم جل مجدہ کے فضل وکرم، حضور سیدنا رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی برکت ورحمت اور شہنشاہِ ولایت حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کی دعا وتوجہ سے یہ مدرسہ بھی بڑے جوش وخروش سے اپنے مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی عابدہ وزاہدہ اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا جو دین کی بلند نظر مبلغہ بھی تھیں، کے زیرِ سایہ یہاں ابتدا میں ۱۲۵ طالبات اور ۳ معلّمات تھیں جبکہ اِس وقت ۷ معلّمات ۲۷۵ طالبات کو حفظِ قرآن کی دولت سے مالا مال کررہی ہیں۔درسِ نظامی اور دیگر اسلامی کورسز (مختصر المیعاد اور طویل المیعاد) کرنے والی طالبات کی بڑی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

عمارت: ابتداء میں جامعہ کے طلبہ(خواہ حفظ وناظرہ کے تھے خواہ درس نظامی کے) سب کے سب مسجد خاتونِ جنت (سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا) میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔پھر بحمدِ اللہ ۳ کنال زمین جامعہ کے لیے خرید لی گئی،جس پر کم وسائل کے باوجود ضرورت کے مطابق بہترین عمارت تعمیر کر لی گئی۔جبکہ طالبات آغاز میں آستانہ عالیہ کے بالائی حصے میں تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں،بعد میں ایک کھلا مکان خرید لیا گیا اور جامعہ انوار لاثانی برائے طالبات اسی مکان میں منتقل ہوگیا۔اس وقت طالبات کے زیرِ استعمال وسیع وجدید عمارت ہے۔

تربیت: چونکہ جامعہ انوارِ لاثانی کے قیام کا اصل مقصد ہی صالح علماء اور بلند نظر مبلغین پیدا کرنا ہے،لہٰذا حتی المقدور تقویٰ وطہارت کی ہی نہیں، قرآت،نعت خوانی اور خطابت کی اعلیٰ تربیت دی جاتی ہے۔جمعرات کو مدرسے میں باقاعدہ بزمِ ادب ہوتی ہے۔جس میں اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔تاحال جامعہ سے سینکڑوں عمدہ قاری،بہترین نعت خوان اور بالخصوص زبردست خطباء تیار ہو چکے ہیں،جنہیں ملک کے طول وعرض میں پذیرائی ملی ہے۔

خورد ونوش: جب جامعہ کا آغاز ہوا،''جلوہ گاہِ حضور نقشِ لاثانی'' (آستانہ عالیہ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ۔نقش لاثانی نگر شکر گڑھ) میں'لاثانی لنگر' کا وسیع انتظام تھا۔جو غیر مقامی طلبہ وطالبات شب وروز جامعہ ہی میں قیام پذیر تھے،انھیں تین وقت لنگر نذر کیا جاتا تھا۔تاحیات حضور نے اپنی تمام آمدنی دین کے متلاشیوں کے لیے ہی وقف کر رکھی تھی اور بحمدللہ تعالیٰ اب بھی ہے۔تاہم جامعہ کے طلبا و طالبات کے لیے اس سال سے خورد ونوش کا نظام علیحدہ کردیا گیا ہے۔جس میں باورچی ۲۴ گھنٹے دستیاب ہے۔

نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی: اسلامی علوم کی یونیورسٹی کی سطح پر تدریس ہمارے حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دیرینہ خواب تھا۔آپ ہمیشہ وسائل کی تلاش میں رہے،یہاں تک کہ ۲۱ جولائی ۲۰۰۴ء بروز بدھ پیکرِ انوارِ لاثانی پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب (سجادہ نشین علی پور سیداں شریف) رحمۃ اللہ علیہ اور قائدِ اہلسنّت علامہ حاجی محمد حنیف طیب صاحب کے مبارک ہاتھوں سے 'نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی' کا افتتاح

کروایا۔ابتداء میں یہاں سے اسلامیات، عربی، اردو وغیرہم مضامین میں لوگوں نے ماسٹر ڈگریاں حاصل کیں۔ بعدازاں کچھ عرصہ یہ سلسلہ مکمل نظم وضبط سے جاری نہ رہ سکا۔الحمدللہ اب ولولۂ تازہ کے ساتھ بائر کلاسز کا آغاز کردیا گیا ہے۔مزید بہترین اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں یہ ادارہ بھی پھلے پھولے گا اور اعلیٰ یافتہ باعمل لوگ تیار کرے گا۔درسِ نظامی کی کلاسز بھی نقشِ لاثانی یونیورسٹی کے تحت کردی گئی ہیں۔

یاد رہے! جامعہ و یونیورسٹی کے تمام امور صاحبزادۂ والا شان، جانشینِ حضور مفکرِ اسلام صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی صاحب مدظلۂ کی زیرِ سرپرستی سرانجام پاتے ہیں۔جبکہ انتظام وانصرام کے معاملات میں جناب حافظ محمد نعیم آسوی صاحب کی خدمات لائقِ صد تحسین ہیں۔عرصہ ایک سال سے علامہ مفتی محمد طیب صاحب کا خلوص اور محنت بھی اسے میسر ہے۔اور زیادہ تر امور اب انہی کی زیرِ نگرانی طے پاتے ہیں۔اللہ کریم بطفیلِ حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر خادمِ دین کی مساعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خدمتِ دین کی برکتوں سے دونوں جہان میں مالا مال کرے۔آمین

اپیل: محترم قارئین! آپ نے جامعہ انوارِ لاثانی کے ارتقاء کی مختصر تاریخ ملاحظہ کی۔یقیناً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس ادارے کے قیام میں دو عظیم ولیوں حضور مفکرِ اسلام اور حضور نقشِ لاثانی علیہما الرحمہ کی ظاہری و باطنی توجہات شامل ہیں۔اور ان کے تربیت یافتہ افراد اس کی ترقی کے لیے اپنی بہترین طاقتیں صرف کر رہے ہیں۔خالصتاً دینِ حنیف کی ترویج واشاعت کے مقدس مشن کی تکمیل ہمارا ہدف ہے۔دنیاوی منفعت، ذاتی اغراض اور حصولِ جاہ جیسی آلائشوں کا یہاں سے ہرگز گزر نہیں۔لیکن اسباب کی اس دنیا میں عموماً بغیر وسائل کسی کام کو منطقی انجام تک پہنچانا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔لہٰذا اس جامعہ کی ترقی میں آپ کا تعاون ہمیں درکار ہے۔زکوٰۃ، عشر، صدقات کا بہترین مصرف یہ ادارہ ہے۔عیدِ قربان پر قربانی کی کھالوں کے بہترین حق دار بھی یہی طلبا و طالبات ہیں۔کسی بھی شکل میں تعاون کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں۔

03007123402---03008829710...

خداوند یہاں صبح و مسا بارانِ رحمت ہو
ہم ایسے بیکسوں پر تا ابد لطف و عنایت ہو

یہاں کا بچہ بچہ مست ہو جامِ محبت سے
یہاں کا ہر جواں پروردۂ شوقِ شہادت ہو

نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی گونج سے گونجیں گلی کوچے
یہاں ہر مرد و زن شیدائی قرآن وسنت ہو

جو آئے نفس کی شہوات سے محفوظ ہو جائے
جو ٹھہرے سر بسر دلدادۂ ذوقِ اطاعت ہو

یہاں ناپید ہو عقل و خرد کی مصلحت کیشی
یہاں ہر فرد عملاً شرحِ اخلاص و محبت ہو

ادھر آنے نہ پائے ظلم کی ظلمات کا سایہ
یہ ایسی جلوہ گاہ عدل و احسان و مروت ہو

قضا آئے تو پیغامِ حیاتِ جاوداں بن کر
بلا آئے تو وہ بھی مایۂ تسکین و راحت ہو

نبی ﷺ کے عشق کا نشہ بھلا دے رنج وغم سارے
مرض لاحق جو ہو تو روکشِ درمان وصحت ہو

مؤذن کی اذان ہو ولولہ انگیز کچھ ایسی!!
کہ دل میں ذرّے ذرّے کے یہاں پیدا حرارت ہو

مکبّر جب کرے اللہ اکبر کی صدا اونچی — تو سننے والا اس کو سرفرازِ چرخِ رفعت ہو
خدا کے خوف سے لرزاں وترساں ہوں نمازی بھی — مصلّے پر امام اس شان سے محوِ تلاوت ہو
کہیں سجدے میں جب سوزِ یقیں سے رَبِّیَ الْاَعلٰی — جواب اَنتُمُ الْاَعْلَوْن ہی عنوانِ قربت ہو
کسی صورت جو آئے اس کا بیڑا پار ہو جائے !! — کچھ ایسا بحرِ رحمت مسجد گلزار جنت ہو

خدا کے فضل سے پھر جامعہ انوارِ لاثانی
دعا میری یہی ہے درسگاہِ عشق و الفت ہو

یہاں کا قطرہ قطرہ کوثرِ غیرت کا ہو قطرہ — یہاں کا ذرہ ذرہ نیّرِ اوجِ حمیت ہو
در و دیوار پہ چمکے تجلی عشق جاناں ﷺ کی — تو صحن اس کا درخشاں صورت گلزارِ جنت ہو
معلم ہو تو ساقی شرابِ شوق و مستی کا — جو متعلم ہو وہ پروانہ شمعِ رسالت ہو
سبق سیکھے صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا — کہ پھر یہ پیکرِ تسلیم شایانِ امامت ہو
کرے خود استقامت ناز اس کی استقامت پر — غلاموں کو نوید حرّیت اس کی عزیمت ہو
یہاں سے فارغ التحصیل ہو نکلے تو دنیا کو ! — غلام رحمۃٌ للعلمین ﷺ پیغامِ رحمت ہو
تدبر سے تلاوت کرے قرآنِ محکم کی — تو اک اک حرف اس کے واسطے سامانِ خشیت ہو
فضائل دیکھے جب اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کے — رگ و ریشہ میں اس کے ضوفشاں آقا ﷺ کی عظمت ہو
کرے شکر نبی ﷺ جب آیۂ توحید پر — کرے شکرِ خدا جب زیب لب نعتِ رسالت ہو
کرے یوں معجزاتِ مصطفٰی کا ذکر دنیا میں — کہ چھائی سارے شیطانوں کے دل میں اس کی ہیبت ہو
رواں مسجد کو ہو تو عجز کی تصویر بن جائے — تو میدان وفا میں قہرِ ربانی کی صورت ہو
نبی ﷺ کا نام سن کر رحمت حق جوش میں آئے — شعار اس کا ہمیشہ نعرۂ شانِ رسالت ہو
فضائے بدر کا جلوہ نظر دیکھے زمانے کی — تو اس کے ساتھ میداں میں فرشتوں کی جماعت ہو
سنے جو وعظ جوشِ عشق سے معمور ہو جائے — کچھ اس انداز سے سرگرم تذکیر و خطابت ہو
بیاں اس کا ہو دریائے بلاغت ارض الفت میں — زباں اس کی سراسر چشمہ حسنِ فصاحت ہو
غرض علم و عمل کا پیکر مسعود بن جائے — بالآخر زیب سر جس کے بھی دستار فضیلت ہو
نبی ﷺ کا عشق ہی ضامن امن و امان بیشک — ہمارا فاضل و فارغ پیامِ عشق والفت ہو
خدا چاہے تو پھر یہ جامعہ انوارِ لاثانی — تجلی گاہ ایثار و مساوات و اخوت ہو
بفیضِ شاہِ لاثانی ، بجاہِ نقشِ لاثانی — یہ اپنا جامعہ بھی مرکزِ اہلِ بصیرت ہو

خدا قادر ہے آسی اور نبی ﷺ ہیں قاسم وخازن
نہ کیوں یہ خواب جیتی جاگتی روشن حقیقت ہو

کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت

جناب علامہ غلام دستگیر نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمہ توحید عبودیت کی روح اور اسلام کی جان ہے دین اسلام کی پوری عمارت اسی کلمہ کی بنیاد پر قائم ہے، اس کو کلمہ توحید بھی کہتے ہیں۔ جملہ انبیاء کرام اسی توحید کی تعلیم کے لئے مبعوث کئے گئے۔ صوفیائے کرام، عارفین اور بزرگان دین وطریقت اسی کلمہ کا اہتمام کرتے اور تمام اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

مشائخ طریقت قدس سرھم نے اس کلمہ **لا الہ الا اللہ** کے ذکر کو اختیار فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قال افضل الذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمدللہ۔

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اذکار میں افضل **لا الہ الا اللہ** ہے اور دعاؤں میں افضل **الحمد للہ** ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا مجھے کوئی وظیفہ تعلیم فرما دیجئے جس سے میں آپ کو یاد کروں اور آپ کو پکاروں، ارشاد خداوندی ہوا کہ **لا الہ الا اللہ** کہا کرو۔ عرض کیا میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو صرف میرے لئے ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے میں **لا الہ الا للہ** رکھ دیا جائے تو **لا الہ الا اللہ** والا پلڑا جھک جائے گا۔ (نسائی، حاکم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''محشر میں میری امت کا ایک آدمی ساری مخلوق کے سامنے لایا جائے گا، اس کے ننانوے نامۂ اعمال لائے جائیں گے، ہر نامہ اعمال حد نظر تک لمبا ہوگا، یہ نامۂ ہائے اعمال برائیوں اور گناہوں سے پُر ہوں گے، وہ اقرار کرے گا کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے سچ ہے، وہ گھبرائے گا کہ میری نجات کی صورت کیا ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ تیری ایک نیکی کا پرچہ بھی ہمارے پاس موجود ہے، جس میں تمہارا کلمہ لکھا ہوا ہے۔ اس وقت وہ پرچہ میزان کے پلڑے میں ڈالا جائے گا تو اس کلمہ والا پلڑا (برائی والے) ننانوے نامۂ ہائے اعمال کے مقابلے میں جھک جائے گا''۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

اس کلمہ پاک کی صورت نفی، اثبات سے مرکب ہے جو حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور پھر حق سبحانہ تعالیٰ کی راہ دکھاتی ہے، جس طرح علاج بالضد ایک مفید طریقہ علاج ہے اسی طرح کلمہ توحید نفی ماسویٰ اللہ کے لئے ضروری ہے اور حق تعالیٰ سبحانہ کا اثبات اسی نفی سے واضح ہوتا ہے۔ شرک خفی سے نجات اسی کلمہ پر مداومت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ذکر ایسا ہونا چاہئے جو وجود کی نفی اور جملہ محدثات کو فنا اور ناخواستن کی نگاہ سے مطالعہ کرے اور ذکر کی حقیقت پر غور کرے اور نفی خواطر (خطرہ کی جمع) کرے، اثبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وجود قدیم کو بقا کی نظر سے اپنا مقصود، مطلوب اور محبوب جانے، ہر ذکر میں اول وآخر حاضر رہے اور جس چیز کے ساتھ دل چسپی پیدا ہو اس کی نفی کرے اور نفی سے ہی اس دل چسپی اور تعلق کو باطل کرے اور اثبات محبت سے حق کو اس محبت کے قائم مقام رکھے تا کہ آہستہ آہستہ دل تمام مرغوب اور محبوب چیزوں سے فارغ ہو جائے اور ذاکر کی ہستی ذکر کے نور میں تحلیل ہوتی جائے اور بشریت کے وجود کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں۔

خواجگان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ ذکر کے وقت نفس کو دور رکھنا آثار لطیفہ کے ظہور کی علامت ہوتی ہے۔ یہ بات شرح

صدر کے لئے مفید اور اطمینان قلب کی دولت بخشتی ہے اور حلاوت عظیم کے وجدان کا سبب ہے۔

کلمہ توحید کی حقیقت:۔ کلمہ توحید ایک سر عظیم ہے۔ جب دل ذکر کے نور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اسے کمال سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسی سعادت جو اس جہان میں میسر نہیں ہو سکتی ہے۔ صرف اسی جہان میں حاصل ہوتی ہے جب دل دنیا کے وسواس کے کانٹوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ ذکر کا بیج اس میں امانت رکھا جاتا ہے۔ اب ایسی کوئی طاقت نہیں رہتی جو اختیار سے تعلق رکھ سکے اختیار کی حدیں تو یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس مقام پر انتظار کرنا چاہئے کہ کیا ظہور میں آتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسا بیج کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

ہمیشہ ذکر کرنا عجائبات ملکوت کی کنجی ہے۔ اس سے قرب الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ہمیشہ ذکر سے مراد یہی نہیں ہے جو زبان یا دل پر جاری رہے بلکہ یوں ہمیشہ لازم اور ہر وقت دل نشیں رہے۔ دل کو عداوت خلق سے پاک کر دیا گیا ہو۔ مخلوقات کے ذکر سے فارغ کر دیا گیا ہو، ماضی اور مستقبل کے اذکار سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ محسوسات کے تمام مشاغل غصہ، بداخلاقی، دنیا کی خواہشات، دنیا کی طلب، غرض یہ کہ ہر چیز سے مبرا کر دیا گیا ہو۔ صرف حق تعالیٰ سے تعلق رہے۔ ایک لحہ بھی غافل نہ رہے، کیونکہ حقیقت ذکر غفلت کو چھوڑ دینے کا نام ہے اور کچھ کہنا بھی نفس کی بات ہوتی ہے جو ذکر کی حقیقت کیلئے حجاب بن کر رہ جاتا ہے۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ روحہ اس طرح فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہئے کہ شب و روز **لا الـہ الا الـلـہ** میں مستغرق رہے خواب و بیداری میں یہی کلمہ کہتا رہے۔ نوافل، دوسرے اذکار اور تسبیحات کو بیشک ترک کر دے اور اسی کلمہ پر اکتفا اور انحصار کرے کیونکہ جہاں علم لدنی ہوتا ہے حکمت الٰہی میسر ہوتی ہے ایسے مواقع پر نفل کی زحمت کوئی معنی نہیں رکھتی ہر دن ہر رات بلکہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ یوں محسوس کرے کہ **لا الہ الا اللہ** میں ہی مسلمان کا نور ہے۔ نماز فرض اور سنت کے علاوہ **لا الہ الا اللہ** کو ہی ضروری اور لازم جانے۔ اس کے علاوہ تمام چیزوں کو مصیبت اور مشقت سمجھے۔ کائنات کے تمام اندیشوں اور خطرات سے خالی ہو جائے اور صرف ذکر **لا الـہ الا الـلـہ** سے ہی تعلق رکھے ہر حالت اور ہر ساعت میں اس کو ورد زبان بنائے۔ مخلوق سے تعلقات منقطع کرنے کیلئے ظاہری اور باطنی اذکار میں سے اتنا کامل، تر شافی تر اور موثر ہتھیار کوئی نہیں ہے جتنا کہ ذکر **لا الہ الا اللہ** ہے۔

حضرت خواجہ امام محمد بن حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ ہمیشہ دولت ایمان میسر رہے اسے چاہئے کہ ہر حالت اور ہر کام میں **لا الـہ الا الـلـہ** کی عادت ڈال لے۔ شرک خفی کی سیاہیاں اس کلمہ سے دور ہوتی جائیں گی اور نور ایمان سے اس کا دل تازہ ہوتا جائے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **جدّدُوا اِیمَا نکُمْ بِلا اِلٰہ اِلَّا اللہ** (الحدیث) یعنی اپنے ایمان کو **لا الہ الا اللہ** سے تازہ کرو۔

حضرت خواجہ بزرگوار شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کو چاہئے کہ فرائض اور سنن کے علاوہ دیگر معمولات کو مختصر کرے اور دوسرے اوقات ذکر الٰہی میں گزارے۔ متوسط کیلئے ضروری ہے کہ فرائض و سنن کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن پاک کرتا رہے۔ وہ خاصیت جو مبتدیوں کو ہمیشہ ذکر سے میسر آتی ہے۔ متوسطین کو تلاوت قرآن پاک سے حاصل ہو جاتی ہے بلکہ اس سے زائد کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی مختلف المعانی آیات کی تلاوت سے صفات مختلفہ کی تجلیات حاصل ہوتی ہیں۔ دقائق مفہوم اور حقائق علوم نمایاں ہوتے ہیں۔ منتہی حضرات کیلئے جن کیلئے ذکر کا نور ان کی ذاتی صفت بن چکی ہے کامل تر عمل نماز ہے کیونکہ یہ عبادت تامہ اور جامعہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا یا اللہ! تیرا تقرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا ''میرے کلام قرآن پاک سے'' میں نے سوال کیا خواہ اس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے؟ فرمایا ''خواہ سمجھے یا نہ سمجھے۔''
(رسالہ قدسیہ)

سید الشهداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

جناب مفتی جلال الدین احمد امجدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کی ولادت: سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی منہ میں لعاب دہن ڈالا اور آپ کے لئے دعا فرمائی پھر ساتویں دن آپ کا نام حسین رکھا اور عقیقہ کیا۔ حضرت امام حسین کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب ''سبط رسول وریحانۃ الرسول'' ہے۔

حدیث شریف میں ہے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر وشبیر رکھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام انہیں کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۱۸)

اسی لئے حسنین کریمین کو شبر وشبیر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ سریانی زبان میں شبر وشبیر اور عربی زبان میں حسن وحسین دونوں کے معنی ایک ہیں اور حدیث میں ہے کہ

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (الصواعق المحرقہ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔ عرب کے زمانہ جاہلیت میں یہ دونوں نام نہیں تھے۔

ابن الاعرابی حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔ (الشرف امر بدلیس ۷۰)

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا ہیں یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت عباس بن عبد المطلب کی اہلیہ محترمہ ایک دن حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! آج میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں ڈر گئی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تونے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا وہ بہت سخت ہے جس کے بیان کی میں اپنے اندر جرأت نہیں پاتی ہوں۔ حضور نے فرمایا بیان کرو، تو انہوں نے عرض کیا میں نے یہ دیکھا ہے کہ حضور کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا تمہارا خواب بہت اچھا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۷۲)

آپ کے فضائل: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہیں۔ آپ حضرات پہلے ان روایتوں کو سماعت فرمائیں جو صرف آپ کے مناقب میں ہیں پھر جو حدیثیں کہ دونوں شہزادوں کے فضائل کو شامل ہیں وہ بعد میں پیش کی جائیں گی۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنُ. حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں یعنی حسین کو حضور سے اور حضور کو حسین سے انتہائی قرب ہے گویا کہ دونوں ایک ہیں تو حسین کا ذکر حضور کا ذکر ہے۔ حسین سے دوستی حضور سے دوستی ہے، حسین سے دشمنی حضور سے دشمنی ہے اور حسین سے لڑائی کرنا حضور سے لڑائی کرنا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہ) اور سرکار ارشاد فرماتے ہیں:

اَحَبَّ اللّٰہَ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا. ترجمہ: جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷۱)

اس لئے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا ہے اور حضور سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۶۰۵ ج ۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے پسند ہو کہ کسی جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی کو دیکھے۔ (نور الابصار ۱۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں۔ حضور نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ. اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما کہ جو اس سے محبت کرے۔ (نور الابصار ص ۱۱۴)

معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف دنیا والوں ہی سے نہیں چاہا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کریں بلکہ خدائے تعالیٰ سے بھی عرض کیا کہ تو بھی اس سے محبت فرما بلکہ یہ بھی عرض کیا کہ حسین سے محبت کرنے والے سے بھی محبت فرما۔

حضرت ابو ہریرہ ہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن کو اس طرح چوستے ہیں جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔ یَمُتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمُتَصُّ الرَّجُلُ التَّمَرَۃَ. (ایضاً)

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ھٰذَا اَحَبُّ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ الْیَوْمَ. آج آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (الشرف المؤبد ص ۶۵)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر ۲۵ حج کئے، آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز، روزہ، حج، صدقہ اور دیگر امور خیر ادا فرماتے تھے۔ (برکات آل رسول ص ۱۴۵)

حضرت علامہ جامی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے داہنے اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں بیٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور

عرض کیا: یارسول اللہ! خدائے تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا ان میں سے ایک کو واپس بلالے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ چاہیں پسند فرمالیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی میں فاطمہ، علی کو تکلیف ہوگی اور میری بھی جان سوزی ہوگی اور اگر ابراہیم وفات پا جائیں تو زیادہ غم مجھی کو ہوگا اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ اس کے بعد جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے حضور مرحبا فرماتے پھر ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے کہ میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا ہے۔ (شواہد النبوۃ)

اب وہ روایتیں ملاحظہ فرمائیں جو دونوں صاحبزادوں کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَ اشبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(مشکوۃ ص ۵۷۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانِی مِنَ الدُّنْیَا.

ترجمہ: حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ (مشکوۃ ص ۵۷۰)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات میں کسی ضرورت سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ باہر تشریف لائے تو کسی چیز کو اٹھائے ہوئے تھے جسے میں نہیں جان سکا۔ جب عرض حاجت سے میں فارغ ہوا تو دریافت کیا حضور یہ کیا اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت حسن اور حضرت حسین ہیں۔ آپ نے فرمایا هٰذَانِ اِبْنَایَ وَاِبْنَا اِبْنَتِی یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں اور پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاحِبَّهُمَا وَاحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُمَا. اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو اُن سے محبت کرتا ہے اُن کو بھی محبوب رکھ۔ (مشکوۃ ص ۵۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک کندھے پر حضرت حسن کو اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو ہوئے تھے یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے اور فرمایا:

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِی۔

ترجمہ: جس نے ان دونوں سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (اشرف المؤبد ص ۷۱)

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حسن اور حسین کو لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی

اور عرض کیا حضور! یہ آپ کے دونوں نواسے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے۔ تو حضور نے فرمایا:

اَمَّا حَسَنٌ فَلَهُ هَيْبَتِىْ وَسُؤْدَدِىْ وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهُ جُرْاَتِىْ وَجُوْدِىْ

ترجمہ: حسن کے لئے میری ہیبت وسیادت ہے اور حسین کے لئے میری جرأت وسیادت ہے۔ (الشرف المؤبد ص ۷۲)

حضرت جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کم سنی کے زمانہ میں ایک دوسرے سے کُشتی لڑ رہے تھے اور حضور بیٹھے ہوئے یہ کُشتی ملاحظہ فرما رہے تھے تو حضرت حسن سے حضور نے فرمایا حسین کو پکڑ لو۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو انہیں تعجب ہوا اور عرض کیا ابا جان! آپ بڑے سے فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری طرف حضرت جبریل امین علیہ السلام حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔ (نور الابصار: ص ۱۱۴)

یزیدی آنکھیں کھول کر دیکھ لیں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وہ مقام ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آ کر ان کے درمیان کُشتی لڑا رہے ہیں۔ اور حضرت علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسنین کریمین نے دو تختیاں لکھیں۔ ہر ایک نے کہا کہ ہماری تحریر اچھی ہے تو فیصلے کے لئے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس لے گئے۔ آپ نے بڑے بڑے حیرت انگیز فیصلے فرمائے ہیں مگر یہ فیصلہ نہ فرما سکے اس لئے کہ کسی صاحبزادے کی دل شکنی منظور نہ تھی۔ فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ دونوں شہزادے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اماں جان! آپ فیصلہ فرما دیں کہ ہم میں سے کس نے اچھا لکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ نہیں کر سکوں گی۔ اس معاملہ کو تم لوگ اپنے نانا جان کے پاس لے جاؤ۔ شہزادے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آگئے اور عرض کیا نانا جان آپ فیصلہ فرما دیں کہ ہم میں سے کس کی تحریر اچھی ہے؟ ساری دنیا کا فیصلہ فرمانے والے حضور نے سوچا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں تو حسین کو ملال ہوگا اور حسین کی تحریر کو عمدہ کہوں تو حسن کو رنج ہوگا اور کسی کا رنجیدہ ہونا انہیں گوارا نہیں تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کریں گے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا فیصلہ خداوند قدوس فرمائے گا میں اس کے حکم سے ایک سیب لایا ہوں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں اس جنتی سیب کو تختیوں پر گراؤں جس تختی پر یہ سیب گرے گا فیصلہ ہو جائے گا کہ اس تختی کی تحریر اچھی ہے اب دونوں تختیاں اکٹھا رکھی گئیں اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اوپر سے ان تختیوں پر سیب گرایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے راستہ ہی میں سیب کٹ کر آدھا ایک تختی پر اور دوسرا آدھا دوسری تختی پر گرا۔ اس طرح احکم الحاکمین جل جلالہ نے فیصلہ فرما دیا کہ دونوں شہزادوں کی تحریریں اچھی ہیں اور کسی ایک کی تحریر کو اچھی قرار دے کر دوسرے کی دل شکنی گوارا نہ فرمائی۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۹۰ ج ۲)

خداوند قدوس کی بارگاہ میں حسنین کریمین کا یہ مقام ہے مگر افسوس کہ مخالفین کو ان کی عظمت و رفعت نظر نہیں آتی۔

☆......☆......☆......☆......☆

فضیلتِ عاشورا

حضرت مولانا مفتی شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عاشورا، عشر سے مشتق ہے اور عشر کے معنی دس عدد کے ہیں، عاشورا سے مراد ماہِ محرم کا دسواں دن ہے۔ بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اس دن کو عاشورا اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے دس نبیوں پر دس کرامتوں کا انعام فرمایا ہے۔ اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جود پر رکی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن وہ آسمان پر اٹھائے گئے، حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا، حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر نکالے گئے، حضرت ایوب علیہ السلام کو مشہور بیماری سے صحت حاصل ہوئی، حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن اُن پر آگ گلزار ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔

علاوہ ازیں اور بھی انعامات و کرامات اور واقعات اس دن میں ہوئے جو شارحین حدیث اور علماء تاریخ و سیر نے نقل فرمائے ہیں۔ ثابت ہوا کہ یومِ عاشورا واقعہ کربلا سے پہلے بھی مکرم و معظم دن سمجھا جاتا تھا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت بھی 10 محرم بروز جمعہ یومِ عاشورا ہی آئے گی۔ (غنیۃ الطالبین)

اعمالِ عاشورا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

امر رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم بصوم عاشوراء يوم العاشر (ترمذی شریف:۷۵۵)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورا (محرم) کے دسویں دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔''

عاشورا محرم کے روزے کی بہت فضیلت اور اجر و ثواب ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم (مسلم شریف ۲۷۵۶)

رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں؛

مارايت النبى صلى الله عليه و آله وسلم يتحرى صيام يوم فضله علىٰ غيره الاهذا اليوم ، يوم عاشوراء

(بخاری ۲۰۰۶، مسلم ۲۶۶۲)

''کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا کہ آپ کسی دن کے روزے کو دوسرے دنوں پر فضیلت دے کر تلاش کرتے ہوں سوائے یوم عاشورا کے۔ عاشورے کے روزے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں''۔

چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبلہ (مسلم شریف:۲۷۴۶)

''یومِ عاشورا کا روزہ میں اللہ کے فضل وکرم سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ اس کو گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے''۔

اور علماء نے لکھا ہے کہ اس دن وحشی جانور بھی روزہ رکھتے ہیں۔ چوں کہ اس دن یہود بھی روزہ رکھتے تھے اس لیے اس دن ان کو ان کے دشمن ظالم فرعون سے نجات ملی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہود کی مخالفت کرو اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ تنہا دسویں کا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ نویں کا بھی رکھا جائے یعنی دو روزے رکھے جائیں تاکہ یہود کے ساتھ مشابہت نہ رہے اور نویں کے روزہ کے بارے میں بھی حدیث موجود ہے، اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہوجائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

من صام اول جمعة من المحرم غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن صام ثلاثة ایام من المحرم الخمیس والجمعة والسبت کتب اللہ لہ عبادة تسعمائة عام. (نزہۃ المجالس، ج۱،ص۱۷۶)

''جو محرم کے پہلے جمعۃ المبارک کا روزہ رکھے گا اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو محرم کے تین دن یعنی جمعرات، جمعہ، ہفتہ کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نو سو سال کی عبادت (کا ثواب) لکھ دیتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام ایام العشر الی عاشوراء اورث الفردوس الاعلیٰ(نزہۃ المجالس، ج۱،ص۱۷۷)

''جو محرم کے پہلے دس دنوں کے روزے رکھے وہ فردوس اعلیٰ کا وارث ہوجاتا ہے''۔

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام والمسلمین قطب الاقطاب حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عاشورے کے روزے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

کہ در روزہ عاشورہ آہوان دشتی بدوستی خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرزندان خود را شیر نمید ہند پس باشد کہ روزہ را نگاہ ندارند (راحت القلوب، ص۵۸)

ترجمہ: عاشورا کے روزے میں جنگل کی ہرنیاں بھی خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی کے سبب اپنے بچوں کو دودھ نہیں دیتیں پس کیوں اس روزے کو چھوڑا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلى يوم عاشوراء اربع ركعات يقرء فى كل ركعة فاتحة الكتاب وقل هو الله احد احدى عشرة مرة غفر الله له ذنوب خمسين عاما وبنى له منبرا من نور. (نزہۃ المجالس، جلد ا، ص ۱۷۸)

جو عاشورے کے دن چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لئے نور کا منبر بنا دیتا ہے۔

اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من وسع علىٰ عياله واهله يوم عاشوراء وسع الله عليه فى سائر سنته (بیہقی شعب الایمان ۳۵۱۳)

جو عاشورے کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے (طعام وغیرہ کی) اللہ تعالیٰ اس پر پورے سال میں وسعت فرماتا ہے۔

مصر میں ایک شخص تھا جس کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ تھا اس نے عاشورے کے دن مسجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ میں صبح کی نماز پڑھی وہاں قاعدہ یہ تھا کہ عاشورے کے دن عورتیں اس مسجد میں دعا کرنے کے لیے جایا کرتی تھیں تو ایک عورت نے اس شخص سے کہا کہ للہ مجھے کچھ بال بچوں کے لئے دو؟ اس شخص نے کہا اچھا میرے ساتھ چلو، گھر میں جا کر وہ کپڑا اتارا اور دروازے کی درز سے اس عورت کو دے دیا اس عورت نے دعا دی کہ اللہ تجھے جنت کے حلّے پہنائے۔

فرای تلک الليلة فى المنام حوراء جميلة ومعها تفاحة لها رائحة طيبة فكسرها فوجد فيها حلة فقال لها من انت قالت انا عاشوراء زوجتک فى الجنة فاستيقظ فوجد البيت قد فاح فيه ريح طيبة فتوضا وصلى ركعتين وقال اللهم ان كانت زوجتى حقا فى الجنة فاقبضنى اليک فاستجاب الله دعاؤه ومات فى الحال.

(نزہۃ المجالس، ج ا، ص ۱۷۸)

اسی رات اس شخص نے خواب میں ایک نہایت خوب صورت حور دیکھی جس کے پاس ایک خوشبودار سیب تھا اس نے سیب کو توڑا تو اس میں ایک حلّہ پایا اس شخص نے اس حور سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں عاشورا ہوں جنت میں تیری زوجہ! پھر وہ شخص جاگ پڑا اور سارے گھر کو خوشبو سے مہکتا پایا۔ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا کی اے اللہ اگر واقعی وہ جنت میں میری زوجہ ہے تو میری روح قبض کر لے اور مجھے اس کے پاس پہنچا دے، اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور وہ اسی وقت مر گیا۔

پہنچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

امام عبداللہ یافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ شہر ''رے'' (تہران) میں ایک بڑا امیر قاضی تھا، اس کے پاس عاشورے کے دن ایک فقیر آیا اور اس نے قاضی سے کہا: اللہ آپ کو عزت دے، میں ایک فقیر اہل وعیال والا ہوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، اس دن کی حرمت وعزت کے صدقہ میں مجھے دس من آٹا، پانچ من گوشت اور دو درھم دے قاضی نے ظہر کے وقت دینے کا وعدہ کیا، وہ فقیر ظہر کے وقت آیا۔ قاضی نے کہا عصر کے وقت دوں گا، جب عصر کا وقت آیا تو اس نے فقیر کو ٹال دیا اور کچھ بھی نہ دیا۔ فقیر شکستہ دل ہو کر چلا گیا،

راستے میں ایک نصرانی اپنے مکان کے دروازے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا اس دن کی عزت وحرمت کے صدقہ میں مجھے کچھ عطا کیجیے، نصرانی نے کہا اس دن کی خصوصیت کیا ہے؟ فقیر نے اس دن کی عزت وحرمت بیان کی (اور بتایا کہ یہ دن فرزند رسول، دل بند بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہے) نصرانی نے فقیر سے کہا کہ تم نے اپنی حاجت کے سلسلہ میں بہت بڑے عظیم دن کی حرمت کا واسطہ اور قسم دی ہے لہٰذا اپنی حاجت بیان کرو۔ فقیر نے وہی آٹے گوشت اور درہموں کا سوال کیا، نصرانی نے دس بوری گندم، اڑھائی من گوشت اور بیس درہم دے کر کہا کہ یہ تیرے اور تیرے عیال کے لئے ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس ماہ کے اس دن کی کرامت کی وجہ سے ہر سال اتنا لے جایا کرو۔ فقیر یہ سب کچھ لے کر اپنے گھر چلا گیا جب رات ہوئی اور وہ قاضی سویا تو اس نے خواب میں ہاتف غیبی سے سنا کہ اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھو، قاضی نے سر اٹھا کر دیکھا تو دو محل تھے، ایک کی دیواریں سونے چاندی کی تھیں اور دوسرا سرخ یاقوت کا۔ قاضی نے کہا یاالٰہی! یہ دونوں محل کس کے ہیں؟

فقيل له هذا ن كانا لك لو قضيت حاجة الفقير فلما رددته صار الفلان النصر انى مانتبه القاضى مرعوبا ينادى بالويل الثبور فغدا الى النصر انى فقال له ماذا فعلت البارحة من الخير فقال له و كيف ذالك فذكر له الرؤيا ء ثم قال له يعنى الجميل الذى عملته مع الفقير بمائة الف فقال له النصرانى انى لا ابيع ذالك بمل ء الارض كلها ما احسن المعاملة مع هذا الرب الكريم اشهدا ن لااله الا الله و اشهدان محمد رسول الله دينه هو الحق

(روض الریاحین، ص۱۵۱)

اس کو کہا گیا یہ دونوں تیرے لیے تھے اگر تو فقیر کی حاجت پوری کر دیتا۔ پس جب تو نے اس کو رد کر دیا تو اب یہ دونوں محل فلاں نصرانی کے ہو گئے ہیں، قاضی گھبرا کر نیند سے چونک پڑا اور ہائے ہائے کرنے لگا۔ صبح کو نصرانی کے پاس آ کر کہا تو نے گزشتہ رات کیا نیکی کی ہے؟ اس نے وجہ سوال پوچھی۔ قاضی نے اپنا خواب بتایا اور کہا تو اپنی اس اچھی نیکی جو تو نے فقیر کے ساتھ کی ہے میرے ہاتھ سو ہزار درہم کے عوض بیچ دے، نصرانی نے کہا اگر کوئی زمین بھر درہم بھی دے تب بھی میں اس کو نہ بیچوں گا یہ کتنا اچھا معاملہ رب کریم کے ساتھ ہوا ہے یہ کہہ کر وہ نصرانی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہا بلاشبہ یہ دین سچا ہے۔

ایک شخص نے بعض علماء سے سنا کہ اگر کوئی عاشورا کے دن ایک درہم صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو ایک ہزار درہم دے گا، اس شخص نے سات درہم صدقہ کیے تھے۔ ایک سال کے بعد پھر کسی عالم سے سنا تو کہنے لگا یہ صحیح نہیں ہے، میں نے سات درہم صدقہ کیے تھے ایک سال ہو گیا ہے مجھے تو اس کے بدلے میں ایک کوڑی بھی نہیں ملی۔ یہ کہہ کر چلا گیا رات کو اس کے دروازے پر کسی نے آواز دی وہ باہر آیا تو آواز دینے والے نے کہا اے جھوٹے یہ لے سات ہزار درہم اگر تو قیامت تک صبر کرتا تو نہ معلوم کتنی جزا پاتا۔ (روض الافکار)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ عاشورا کے دن روزہ رکھنا، صدقہ وخیرات کرنا، نوافل پڑھنا اور ذکر واذکار وغیرہ کرنا بہت ہی فضیلت اور اجر وثواب کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کو منظور یہی تھا کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ اور جنت کے نوجوانوں کا سردار بھی اس برگزیدہ اور مبارک دن میں شہادتِ عظمیٰ کا مرتبہ حاصل کرے۔[1]

یاد رکھیے اس دن میں حضرت امام پاک رضی اللہ عنہ پر جو مصائب وآلام آئے وہ ان کے درجات کی بلندی اور مقام کی رفعت کا سبب بنے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی بے مثال قربانی سے، جو انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کی بقا کے لیے دی اور فسق و فجور کے خلاف حق وصداقت کی آواز بلند کی اور لرزا دینے والے مصائب کے باوجود بھی حق پر ثابت قدم رہے، سبق اور عبرت حاصل کریں اور حق وصداقت پر قائم رہنے اور اللہ کی رضا اور اسلام کی بقا کے لیے قربانی دینا اپنا شیوہ وطریقہ بنائیں اور اس دن میں نیکی وبھلائی میں کثرت کریں اور ایسے اقوال وافعال سے اجتناب کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی اور تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ البتہ ان کی شہادت اور ان پر آنے والے آلام ومصائب کے ذکر کے وقت اگر دردِ محبت کے بسبب آنسو آجائیں اور گریہ طاری ہوجائے تو یہ محمود اور مستحسن ہے اور عین سعادت ہے، لیکن سینہ کوبی وغیرہ نہ کرنا چاہیے کہ یہ ناجائز وحرام ہے۔

---

[1] چودھویں صدی کے اس پرفتن دور میں دشمنانِ اہلِ بیت خوارج نے اہلِ بیتِ رسول سے اپنے بغض وعناد، عداوت اور خبثِ باطن کے اظہار میں اس قدر زیادتی کردی ہے کہ خدا کی پناہ!

امت میں فتنہ وفساد اور انتشار وافتراق پھیلانے والے اس گروہ شریر نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ دس محرم یومِ عاشورا نواسۂ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد اور سانحہ کربلا کا غم منانے کا دن نہیں بلکہ خوشی کا دن ہے اور ایسی فضیلت کا دن ہے کہ اس میں شادیاں کرنی چاہئیں۔ چنانچہ سننے میں آیا ہے کہ اس گروہ بد نے اس پر عمل کرتے ہوئے اس دن شادیاں رچانی شروع کردی ہیں۔ یقیناً یہ اہلِ بیتِ رسول کا بغض نہیں تو اور کیا ہے؟ کائنات کی ابتدا سے انتہاء تک عاشورا بہت فضیلت والا دن ہے۔ فضیلت عاشورا اور اعمال عاشورا کے عنوانات کے تحت جلیل القدر بزرگوں کی روایات اور حوالے آپ کی نظر سے گزرے ہیں۔ کوئی مسلمان جس کے دل میں آلِ رسول کی تھوڑی سی محبت اور تعظیم بھی ہوگی وہ اہلِ بیتِ رسول پر ہونے والے مصائب پڑھ کر یا سن کر انسانیت ہی کے ناطے مغموم ضرور ہوگا اور یزیدی ظلم وستم پر افسوس بھی کرے گا اور ایسے عظیم سانحے کے دن میں وہ اگر ان کی یاد میں فاتحہ خوانی یا صدقہ وخیرات وغیرہ سے ایصالِ ثواب نہ بھی کرے تو کم از کم کوئی ایسا کام بھی نہیں کرے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اسے اس سانحے سے کوئی خوشی پہنچتی ہے۔ پڑوس میں، عزیز و اقارب میں کوئی حادثہ ہوجائے تو خواہ کتنی فضیلت والا دن کیوں نہ ہو ایسی تقاریب ملتوی کردی جاتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت مسلمان کو اپنی قرابت سے زیادہ سے زیادہ عزیز ومحترم ہونی چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی محبت تو ہم پر واجب ہے۔ محبوب کے غم پر خوشی یقیناً اچھا فعل نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آلِ رسول پر ہونے والے ظلم وستم سے جو لوگ خوش ہوئے ان کا انجام اس دنیا میں برا ہوا اور آخرت کا عذاب ابھی باقی ہے۔ یومِ عاشورا کو شادیاں رچانا بغضِ اہلِ بیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی بے ادبی اور گستاخی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ)

زاہد مجید نقشبندی کے نام خط

حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے 1988ء کو اپنے شاگرد زاہد مجید نقشبندی صاحب جو حضور قبلہ عالم نقشِ لاثانی قدس سرہ کے مخلص غلام (اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم تھے) کے نام ایک ایمان افروز خط۔)

مزاج کیا پوچھوں اور خیریت کیا دریافت کروں، مدینہ منورہ کا باسی بھی ''خوش مزاج'' نہ ہوگا تو کون ہوگا اور گنبدِ خضریٰ کے سائے میں بیٹھنے والے کو بھی خیریت میسر نہیں آئے گی تو کسے آئے گی، میں نے عرض کیا ہے:

نبی کے شہر میں ہر سُو عنایت ہی عنایت ہے!! وہ خود ہی رحمت ہیں وہاں رحمت ہی رحمت ہے

اسی نعت کا ایک اور شعر ہے:

پھٹے دامن پہ اپنے کیوں ہو کچھ احساسِ محرومی وہ سر پہ ہیں تو اپنے پاؤں میں دولت ہی دولت ہے

خیر! مجھ گنہگار کی کیا مجال کہ وصّافانِ مدینہ یا مدّاحانِ گنبدِ خضریٰ کی مبارک صف میں شامل ہونے کا دعویٰ کروں۔ اس دربارِ خیر کی شان پوچھیے شیخ محقق حضرت عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمہ سے، جو فرماتے ہیں:۔

اگر خیریتِ دنیا و عقبٰی آرزو داری بدرگاہش بیاد ہر چہ میخواہی تمنا کن

یعنی (اے سائل) اگر تو ایسی خیرات چاہتا ہے جس میں دنیا و عقبٰی دونوں شامل ہوں تو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانِ خیر پر حاضر ہو اور پھر جو جی چاہے سو مانگ۔

وہ کریم ہیں یہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پر جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

شاہِ مدینہ مختارِ کل ہیں: یہ ''جو چاہنا سو مانگنا'' خود خیر دینے والے آقا، دو جہان کے مولا، دو جگ کے داتا، سلطانِ ارض و سما، مختارِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کے اپنے ارشادات سے ثابت ہے۔ ہاں ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تو ہیں جنہوں نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''سَل''، یعنی ''مانگ''، جس کا ترجمہ محدثین کے الفاظ میں ہے: سَلْ کُلَّ مَا شِئْتَ (جو کچھ بھی چاہے سو مانگ)

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

خود مختلف مقامات پر فرماتے ہیں:

(۱) اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ. (بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں عطا کی گئیں۔

(۲) اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْیءٍ ترجمہ: مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئیں۔

(۳) اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ الْمُعْطِیُ

ترجمہ: میں (ہی سب کچھ) بانٹتا ہوں اور اللہ (ہی سب کچھ) عطا فرمانے والا ہے۔ (بخاری شریف)

یہ ''جو چاہنا سو مانگنا'' قرآن حکیم سے بھی واضح ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ترجمہ: اور البتہ مانگنے والے کو مت جھڑک۔ (الضحیٰ)

یہاں 'سَلْ' کی طرح سائل کی تخصیص نہیں لہٰذا اشارہ اسی طرف ہے کہ مانگنے والا جو چاہے مانگے، اُسے جھڑکی ملے گی نہ انکار ہوگا، بلکہ خداوندِ کریم کی تقدیر، مشیت اور رضا سے اُسے سب کچھ میسر آئے گا اور اس کا دامنِ مراد بھرتا ہی جائے گا، اعلیٰ حضرت کہتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا ''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آخر ایسا کیوں؟ اس لیے کہ دینے والا رحمۃٌ للعالمین ہے اور رب العالمین کے کرم سے اس کی دولت و نعمت میں کوئی کمی نہیں۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حقیقت یہ ہے کہ پیدا کرنے والے نے جو کچھ بھی پیدا کیا، اسی محبوب کی خاطر کیا، گویا یہ باعثِ کل بھی ہیں، مختارِ کل بھی۔ (احادیثِ لولاک اس پر گواہ ہیں)

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا !! دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اللہ کو خالقِ کل ماننا توحید ہے اور حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کے فضل سے مالکِ کل ماننا رسالت، مومن کا توحید پر بھی ایمان ہے، رسالت پر بھی، اس لیے وہ اپنے عقیدے کا اظہار یوں کرتا ہے:

ضیاء بخشندۂ ارض وسما، وہ بھی ہے اور یہ بھی یہ احمد وہ احد، جلوہ نما وہ بھی ہے اور یہ بھی
یہ محبوبِ خدا اور وہ خدا محبوبِ اکرم کا! مرا حاجت روا، مشکلکشا، وہ بھی ہے اور یہ بھی

دربارِ رسالت (گنبدِ خضرا) کی عظمت

غور فرمایئے، عرش و بیتِ معمور، پھر کعبہ وطور سب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر بنائے گئے:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ان کی عظمتیں سرکار کے طفیل اور یہ خود سرکار کے طفیلی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں سے کہیں بھی تشریف نہیں (اگرچہ جلوہ افروز ہر کہیں ہیں) تشریف فرما ہیں تو اس نورانی قطعۂ ارضی میں جو سرزمینِ مدینہ منورہ میں ہے، پھر اس کی عظمتوں کا کیا جواب، اقبال کہتے ہیں:

وہ زمیں ہے تو مگر اے خوابگاہِ مصطفےٰ دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر سے سوا!

یہ بارگاہِ عظمت پناہ وہ ہے جس کے آداب خدائے لم یزل نے خود مقرر فرمائے ہیں (جن کی تفصیل سورۃ الحجرات اور سورۃ الاحزاب وغیرہ میں موجود ہے)

حضرت عزت بخاری علیہ الرحمہ نے کیا ہی ایمان افروز شعر ارشاد فرمایا ہے:

یہ ادب گاہے است زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا!

ہاں ہاں یہ دربارِ عظیم وہ ہے جہاں کائنات بھر کی عظمتیں گرم طواف رہتی ہیں اور کائنات بھر کی حقیقتیں سلام کو حاضر ہوتی ہیں، اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں ، اَلسَّلام یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے !

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں، اَلسَّلام خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں، اَلسَّلام تملیک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں ، اَلسَّلام کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں ، اَلسَّلام ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں ، اَلسَّلام راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں ، اَلسَّلام مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں، اَلسَّلام ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں، اَلسَّلام

یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہلِ نظر کی ہے

مکہ و مدینہ دونوں عظیم ہیں: مکہ و مدینہ دونوں حرم ہیں، اس لیے انھیں حرمین الشریفین کہا جاتا ہے، دونوں کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے، ایک مولد (جائے ولادت) ہے تو دوسرا مزار (جائے زیارت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں مرا، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی اور وہ قیامت کے دن امن والوں میں سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے "جو ان دو حرموں میں سے کسی ایک میں مرے گا وہ حساب کے لیے پیش ہوگا تو اسے کہا جائے گا 'جا' جنت میں داخل ہو جاؤ"۔ (کتاب الحج، بحوالہ شرح عین العلم)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے "جو بحالتِ احرام مَرا، وہ قیامت کے روز لَبَّیک کہتا ہوا اٹھے گا"۔ (کتاب الحج، بحوالہ فتح القدیر)

ایک اور مقام پر فرمایا "مجھے اپنی قبر کے لئے روئے زمین پر مدینے سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں"۔

(تین بار فرمایا مشکوٰۃ شریف) غلاموں کو بھی فرمایا "تم میں سے جو شخص مدینہ سے مر سکے تو اُسے (یہیں) مرنا چاہیے، جو مدینے میں

مرے گا، میری شفاعت وشہادت کا شرف پائے گا۔[1] (جذب القلوب)

فرمایا ''میری امت میں سب سے پہلے جولوگ میری شفاعت پائیں گے، اہل مدینہ ہیں، پھر اہل مکہ پھر اہل طائف''۔(جذب القلوب)

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ .

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے رستے میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر (مدینہ منورہ) میں موت عطا فرما۔(جذب القلوب)

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ میں تھے تو قرآن پاک نے فرمایا:

لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ o وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ o ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ (اے محبوب) تو اس میں مقیم ہے۔

معلوم ہوا کہ مکہ معظّمہ کی اصل عظمت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کی وجہ سے ہے اگر اسی معیار کو پیش نظر رکھیں تو مدینہ منورہ کی عظمتوں کا کون تصور کرسکتا ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیوں سے اب تک اور اب سے صبح قیامت تک قیام پذیر رہیں گے۔

مکہ یقیناً حرم ہے، مگر حرم خلیل اور مدینہ حرمِ حبیب ہے، مکہ معظّمہ کے لیے جناب خلیل علیہ السلام نے دعائیں مانگیں اور مدینہ مشرفہ کے لیے حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصیت سے اکثر یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں اور انہوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی اور میں تجھ سے مدینے کے لئے دعا کرتا ہوں اُس (رحمت) کی جو انہوں نے مکے کے لیے مانگی اور اس جتنی اور کی بھی''۔(جذب القلوب)

اس دعا سے ظاہر ہوا کہ مدینہ منورہ میں مکہ معظّمہ سے دینی ودنیوی دُگنی برکتیں ہیں۔ چنانچہ مکہ معظّمہ میں اگر بیت اللہ (اللہ کا گھر) ہے تو مدینہ منورہ کی ساری زمین اَرْضُ اللّٰہ (اللہ کی دھرتی) ہے۔ مکہ میں آبِ زمزم ہے (جو مقصد کے حصول میں مؤثر ہے) تو یہاں کا گردوغبار بھی شفا بخش ہے، اسی لیے مدینہ منورہ کو شافیہ (شفا دینے والی سرزمین) اور یہاں کی مٹی خاک شفا کہلاتی ہے۔ وہاں میقات سے احرام باندھ کر آؤ، طواف وسعی کرو، سرمنڈاؤ تو عمرہ مکمل ہوا، یہاں مسجد قبا میں نماز پڑھنے سے یہ ثواب حاصل (جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اَلصَّلٰوۃ فِیْ مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَۃِ . ترمذی شریف) وہاں حج ہوتا ہے یہاں اُس کی معنوی تکمیل بلکہ حج کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو، حدیث پاک کی رُو سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وزیادتی کرنے والا ہے۔

---

[1] بلکہ ایک شخص کو جواب دیتے ہوئے فرمایا لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی مدینہ منورہ میں مرنا شہادت سے بھی زیادہ درجہ رکھتا ہے۔(کتاب الحج، بحوالہ اشعۃ اللمعات)

مکہ محبوب مگر مدینہ محبوب تر: درج بالا مضمون ہی سے یہ بات ظاہر ہے کہ مکہ معظّمہ بھی محبوب ہے، مگر مدینہ منورہ اس سے بھی زیادہ محبوب تر ہے، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا پیش کی جاتی ہے جو اس مضمون کو بالکل واضح کر دیتی ہے (اور وہ یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃِ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدُّ

ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے مدینہ ایسا ہی محبوب بنادے جیسا ہمیں مکہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

یہاں اِلَیْنَا (یعنی ہماری طرف یا ہمارے لیے) کہہ کر دعا فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جن کا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق ہے، انھیں مدینہ مکہ جتنا بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

ان دونوں مقاماتِ مقدسہ کی محبت کا اندازہ دیکھنا ہو تو حدائق بخشش سے چند شعر ملاحظہ فرمائیے، نعت کے مضمون کا پس منظر یہ ہے کہ کعبہ حج سے فارغ ہونے والوں کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجتے ہوئے کہہ رہا ہے:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت — اب مدینے کو چلو، صبح دلآرا دیکھو
آبِ زمزم تو پیا، خوب بجھائیں پیاسیں — آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ — قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ — جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو
مہرِ ماوراکا مزا دیتی تھی آغوشِ حطیم — جن پہ ماں باپ فدا، یاں کرم اُن کا دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود — خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

پس اے زاہدِ خوش بخت: بہر حال آپ مدینہ منورہ میں ہیں، گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ہیں، صبح وشام ہی نہیں، دن میں کئی بار آستانِ عالی پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں، جالیاں چومتے ہیں، درود وسلام عرض کرتے ہیں، جنت کی کیاری میں نمازیں ادا کرتے ہیں اس سے بڑی جنت کہاں ہوگی، ۱۳۹۶ھ میں جب سیدی سیدی و مرشدی، مولائی وملجائی، شبلیِ زماں، جنیدِ دوراں قیومِ زمانی، نقشِ لاثانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضور پیر سید علی حسین شاہ صاحب زیب سجادہ لاثانی قدس سرہ کی معیت میں راقم الحروف بھی اس بارگاہِ عرش پناہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا تو ایک دن بابِ جبریل میں کھڑے اپنے مرشدِ موصوف قدس سرہ سے دعا کے لیے عرض کی حضرت نے فرمایا "یہاں پہنچ گئے ہو، اب اور کیا چاہیے" یعنی:

فضلِ ربُّ العلیٰ اور کیا چاہیے — مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

ہاں یہ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آستانِ خیر ہے، ہم مسکینوں کے لیے بھی خیر مانگئے اور ادب کی جن اداؤں سے ہو سکے میرا سلام بھی عرض کیجئے، پچ عرض کردوں سب سے پہلے اپنے مرشدِ کامل دام فیضہ کے لیے ضرور دعا کیجیے، آفتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضِ نور اس ماہتابِ ولایت قدس سرہ کے شاملِ حال رہے اور یہ پہلے سے بھی بڑھ کر دلوں کو، روحوں کو اور ضمیروں کو چمکاتا رہے۔

یاد رکھیں، اللہ کو خوش کرنا ہو تو اُس کے محبوبِ اعظم، حبیبِ اکرم شافع اُمم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجئے اور آقائے دو جہاں سرورِ کون ومکاں، خواجہ لولاک لما، مہمانِ قصرِ دنیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے کچھ مانگنا ہو تو آلِ پاک کا وسیلہ پیش کیجیے امام شافعی فرماتے ہیں:

الُ النَّبِیّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْہِ وَسِیْلَتِیْ
اَرْجُوْ بِھِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

یعنی آلِ رسول میرا ذریعہ ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف میرا وسیلہ ہیں انھیں کے صدقے میں امید ہے کہ کل (قیامت کے دن) میرا نامۂ اعمال مجھے میرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

امام کے یہ شعر آپ کے بالکل حسبِ حال ہیں۔ دربارِ عالی میں آپ کی عقیدت و محبت قبول ہوئی۔ آپ کی خدمت رنگ لائی اور شیخ کامل دامت برکاتہ نے عشق کے پر لگا کر آپ کو کوچۂ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیا۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی علیہ الرحمہ اکثر یہ دوہا پڑھا کرتے تھے:

پیر نگر نوں جائے کے نبی نگر نوں جا نبی نگر میں بیٹھ کے درشن یار کا پا

دربارِ عالی کے احباب میں حاجی محمد مقبول احمد، مولوی غلام حسین، حافظ محمد یٰسین، صوفی محمد ادریس صاحبان اور سیالکوٹ سے رضاء المصطفیٰ، محمد نسیم قمر، خواجہ توقیر احمد، خواجہ بلال احمد، عطاء الحق خصوصیت سے سلام عرض کرتے ہیں۔ ہم سب کی طرف سے سب سے پہلے خواجۂ کونین، سرورِ دارین، سید الثقلین، نبی الحرمین حضور صاحب، قاب قوسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیجیے، پھر اُن کے وزراء کرام رضی اللہ عنہما کی خدمت میں، پھر جنت البقیع کے مکینوں کو خصوصاً اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی بارگاہوں میں ہمارے لیے آپ کا یہی تحفہ عظیم ہوگا۔

غلام حضور نقشِ لاثانی

آسیؔ

(حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسیؔ)

☆......☆......☆......☆......☆

سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وضو اور سائنسی تحقیق

حدیث شریف: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے، چہرہ دھونے سے چہرے کے اور سر کا مسح کرنے سے سر کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (مسند امام، ج۱ ص۱۳۰، حدیث نمبر ۴۱۵)

وضو سے ڈپریشن کا علاج: مغربی جرمنی میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع تھا "مایوسی کا علاج، ادویات کے علاوہ کن کن طریقوں سے ممکن ہے" ایک ڈاکٹر نے اپنے مقالے میں حیرت انگیز انکشاف کیا کہ میں نے ڈپریشن کے چند مریضوں کے روزانہ پانچ مرتبہ ہاتھ، مونہہ اور پاؤں دھلوائے، تو مرض میں بہت افاقہ ہوا گیا۔ یہی ڈاکٹر اپنے مقالے کے آخر میں اعتراف کرتا ہے: مسلمانوں میں مایوسی کا مرض کم پایا جاتا ہے کیونکہ وہ دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، مونہہ اور پاؤں دھوتے (یعنی وضو کرتے) ہیں۔

وضو سے ہائی بلڈ پریشر کا علاج: ایک ہارٹ اسپیشلسٹ کا بڑے وثوق کے ساتھ کہنا ہے: ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کراؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو، لازماً کم ہوگا۔ ایک مسلمان ماہر نفسیات ڈاکٹر کا قول ہے: نفسیاتی امراض کا بہترین علاج وضو ہے۔ مغربی ماہرین نفسیاتی مریضوں کو وضو کی طرح روزانہ کئی بار بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

کلی کرنے کے فوائد: وضو میں مسواک اور کلیوں کے ذریعے مونہہ کی بہترین صفائی ہو جاتی ہے، اگر مونہہ کو صاف نہ کیا جائے تو امراض کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

1۔ ایڈز کہ اس کی ابتدائی علامات میں مونہہ کا پکنا بھی شامل ہے۔

2۔ مونہہ کے کناروں کا پھٹنا۔

3۔ مونہہ اور ہونٹ کی داد قوبا۔

4۔ مونہہ میں پھپھوندی کی بیماریاں اور چھالے وغیرہ۔ نیز روزہ نہ ہو تو کلی کے ساتھ غرغرہ کرنا بھی سنت ہے اور پابندی کے ساتھ غرغرے کرنے والا کوا (Tonsil) بڑھنے اور گلے کے بہت سارے امراض حتیٰ کہ گلے کے کینسر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

ناک صاف کرنے کے فوائد: وضو کرنے والا ناک میں پانی بھی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اس اہم ترین آلے ناک کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو سے ناک کے اندرونی غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچتی ہے۔ اس طرح وضو کی برکت

سے ناک کے بے شمار پیچیدہ امراض سے بندہ محفوظ ہوجاتا ہے۔دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا غسل (یعنی وضو کی طرح ناک میں پانی چڑھانا) بے حد مفید ہے۔

چہرہ دھونے کے فوائد: آج کل فضاؤں میں دھوئیں وغیرہ کی آلودگیاں بڑھتی جارہی ہیں۔مختلف کیمیائی مادے سیسہ وغیرہ میل کچیل کی شکل میں آنکھوں اور چہرے وغیرہ پر جمار ہتا ہے۔اگر چہرہ نہ دھویا جائے تو چہرے اور آنکھیں کئی امراض سے دوچار ہوجائیں۔ایک یورپین ڈاکٹر نے ایک مقالہ لکھا جس کا نام تھا ''آنکھ، پانی اور صحت'' اس مقالے میں اس نے اس بات پر زور دیا کہ اپنی آنکھوں کو دن میں کئی مرتبہ دھوتے رہو، ورنہ تمہیں خطرناک بیماریوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔چہرہ دھونے سے منہ پر کیل نہیں نکلتے یا کم نکلتے ہیں۔امریکہ کونسل کی سرکردہ ممبر بیچر نے انکشاف کیا ہے: کہتی ہیں کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیائی لوشن کی حاجت نہیں، وضو سے ان کا چہرہ دھل کر کئی بیماریوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے کے فوائد: کہنی پر تین بڑی رگیں ہیں جن کا تعلق دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے۔اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوسکتے ہیں۔وضو میں کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دماغ کو تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح وہ ان امراض سے محفوظ رہیں گے۔مزید یہ کہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے براہ راست انسان کا تعلق قائم ہوجاتا ہے اور روشنیوں کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات یعنی کل پرزے مزید طاقتور ہوجاتے ہیں۔

پاؤں دھونے کے فوائد: پاؤں سب سے زیادہ دھول آلود ہوتے ہیں۔پہلے پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصے سے شروع ہوتا ہے، وضو میں پاؤں دھونے سے گرد وغبار اور جراثیم بہہ جاتے ہیں اور بچے کھچے جراثیم پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے نکل جاتے ہیں لہٰذا وضو میں سنت کے مطابق پاؤں دھونے سے نیند کی کمی، دماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی جیسے پریشان کن امراض دور ہوتے ہیں۔

وضو کا بچا ہوا پانی اور جدید تحقیق: فقہاء کرام فرماتے ہیں: کسی برتن یا لوٹے سے وضو کیا ہو تو اس کا بچا ہوا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔(تبیین الحقائق، ج۱)

جدید تحقیق:

1......وضو کا بچا ہوا پانی مثانے پر اثر انداز ہوتا ہے جس کے باعث پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے۔

2......اس سے ناجائز شہوت سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ 3......جگر، معدہ اور مثانے کی گرمی دور ہوتی ہے۔

مسواک اور سائنسی تحقیق

1: **حدیث شریف:** جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔

(ابن ماجہ: باب السواک)

2: حدیث شریف: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیدار ہوتے، مسواک کرتے۔(ابن ماجہ: باب السواک)

3: حدیث شریف: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک ضرور کیا کرو، کیونکہ مسواک مونہہ کو صاف کرتی ہے اور خدا کو خوش کرنے والی ہے۔(ابن ماجہ: باب السواک)

مسواک کے دنیاوی فوائد: حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک سے قوتِ حافظہ بڑھتی، دردسر دور ہوتا اور سر کی رگوں کو سکون ملتا ہے۔اس سے بلغم دور، نظر تیز، معدہ درست اور کھانا ہضم ہوتا ہے،، عقل بڑھتی ہے، بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے، بڑھاپا دیر میں آتا ہے اور پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی:ص ٦٨)

مسواک پر جدید تحقیق: روزنامہ امت اگست 2017ء میں کالم نگار احمد نجیب زادے نے یہ مضمون لکھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ''مسواک'' کی افادیت تو صدیوں سے مسلم ہے، تاہم اب جدید سائنسی تحقیق میں بھی مسواک کا انسانی صحت کے لئے انتہائی مفید قرار دے دیا گیا ہے۔عالمی طبی ماہرین کے مطابق مسواک نہ صرف تپ دق کے علاج میں کارگر ہے، بلکہ مونہہ کے انفیکشن، حلق اور سانس اور غذائی نالی کو بھی وائرس سے محفوظ رکھتی ہے۔مسواک کی اہمیت مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم معاشروں میں بھی دوچند ہو چکی ہے، اہل عرب اور برصغیر کے باشندوں کے بعد دنیا کے ترقی یافتہ ممالک اور افریقہ بھر میں مسواک استعمال کی جارہی ہے۔عالمی جریدے ڈیفنس ٹرائیک نے مسواک کے حوالے سے ایک تازہ تحقیق کے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مسواک کے استعمال سے مونہہ میں کسی قسم کا انفیکشن نہیں پھیلتا، مونہہ کی بدبو کا سبب بننے والے ہر قسم کے وائرس اور کیڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے جبکہ حلق اور سانس کی نالی (Pharynx) اور غذائی نالی (Ossophagus) میں کسی قسم کا انفیکشن نہیں پھیلتا۔

عالمی جریدے سائنس ڈیلی کی رپورٹ کے مطابق ناروچ بائیوسائنس انسٹی ٹیوٹ کے محققین نے بتایا ہے کہ مسواک کے درخت اور شاخوں پر کی جانے والی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ مسواک کا استعمال ایک اینٹی بائیوٹیک دوا سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اس کا باقاعدہ استعمال انسان کو مختلف قسم کے بخار سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔بیشتر افریقہ ممالک میں مسواک کے درخت سے ایسا ست (Extract) نکالا جارہا ہے جو ایک مہلک مرض تپ دق یعنی ٹیوبرکلوسس (ٹی بی) سے بچاؤ میں انتہائی مددگار ثابت ہوا ہے۔اس تحقیق کے نتائج کے بعد بالخصوص افریقی اور یورپی ممالک میں مسواک کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔لاکھوں غیر مسلم یورپی باشندے باقاعدگی سے مسواک استعمال کر رہے ہیں جو ان ممالک میں محفوظ پیکنگ میں ایکسپورٹ کی جارہی ہے۔تحقیقی ادارے جان انس سنٹر کے ڈائریکٹر ایک کیمیائی ٹونی میکسویل نے تسلیم کیا ہے کہ تپ دق (ٹی بی) کو روکنے کے لئے ایک کیمیائی مادہ ''ڈی این اے گائریز'' درکار رہتا ہے جو انسانوں اور جانوروں کے اجسام میں نہیں پایا جاتا۔

ماہرین نے مسواک کے درخت سے اس مادے کو نکالا ہے جو ہر قسم کے تپ دق میں کارگر ہے اور اس سے سینکڑوں مریض صحت یاب

ہوئے ہیں ۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر عالمی سطح پر تپ دق کی روک تھام کرنی ہے تو مسواک کی اہمیت اور استعمال کی تحریک چلانا ہوگی اور مسواک کے درخت سے حاصل کئے جانے والے کیمیائی مادے سے ٹی بی کے مریضوں کا علاج کرنا ہوگا۔ عالمی تحقیق میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ جو لوگ باقاعدگی سے مسواک استعمال کررہے ہیں ان کو حلق کے ورم (Bronchitis) کی شکایت نہیں ہوتی ۔ جبکہ طبی ماہرین نے مسواک کے ست کا سانس کے پھیپھڑوں سے جڑی نالیوں کے انفیکشن ذات الصدر یا جرسام (Pleurisy) کی بیماری میں بھی مفید قرار دیا ہے ۔کئی ماہرین نے تصدیق کی ہے کہ انہوں نے لعاب دہن کے ذریعے پھیلنے والی بیماری میں بھی مسواک کے ست (Extract) کو انتہائی مفید پایا ہے۔

اس قسم کی بیماریاں یورپی ممالک میں بہت عام ہیں ، عالمی جریدے ریسرچ گیٹ نے بتایا ہے کہ امریکا اور یورپ کے کئی نامور سائنس دانوں نے مسواک کے درخت کی شاخوں اور چھال سے ایک کیمیائی مادہ حاصل کیا ہے جس کا نامیاتی نام (Diospyrin) رکھا گیا ہے۔اس مادے کو کئی اقسام کے کینسر خصوصاً مونہہ کے کینسر، تپ دق اور بخار کے لئے انتہائی مفید قرار دیا ہے۔ یورپی ماہرین نے انکشاف کیا ہے کہ مسواک کے درخت سمیت زیتون اور نیم کے درختوں سے حاصل کی جانے والی مسواک میں اینٹی سپٹک کیمیکل، کیلشیم ، پلاک کنٹرول فائبر ، سوڈیم ، ٹینک ایسڈ ، ریسن الکلوائیڈ آئل سمیت وٹامن سی بھی موجود ہوتے ہیں جو مونہہ، حلق اور سانس کی نالیوں سمیت پورے جسم کے لئے انتہائی مفید ہیں۔

واضح رہے کہ کئی برطانوی کمپنیاں افریقہ اور خلیجی ممالک سے مسواک خرید کر ان کی پیکنگ کرنے کے بعد مہنگی قیمت میں بڑے پیمانے پر فروخت کررہی ہیں۔ان کمپنیوں کے اشتہارات میں مسواک کی افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ یہ ایک قدرتی دوا ہے جس کی مدد سے مونہہ اور حلق کی بیماریوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ برطانیہ میں ایک عام مسواک پانچ سو پچاس (550) روپے میں فروخت کی جارہی ہے۔

برش اور مسواک میں فرق: برش: ماہرین جراثیم کی برسہا برس کی تحقیق کے بعد یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ جس برش کو ایک دفعہ استعمال کیا جائے ، اس کا استعمال صحت اور تندرستی کے لئے اس وقت مضر ہے جب اس کو دوبارہ استعمال کیا جائے ۔ کیونکہ اس کے اندر جراثیموں کی تہہ جم جاتی ہے، اگر اس کو پانی سے صاف کیا بھی جائے تو جراثیم مصروف نشو و نما رہتے ہیں ۔ دوسری بات برش دانتوں کی اوپر سے چمکیلی اور سفید تہہ کو اتار دیتا ہے، جس کی وجہ سے دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہوتا ہے اور دانت آہستہ آہستہ مسوڑھوں کی جگہ چھوڑ جاتے ہیں ۔ اس سے غذا کے ذرات دانتوں کے درمیان خلاؤں میں پھنس کر مسوڑھوں اور دانتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

ایک اہم بات: روزانہ مسواک کے ریشے نئے ہوں یعنی روزانہ ریشوں کو کاٹتے رہیں اور نئے ریشے استعمال کرتے رہیں۔ (یہ ہر آدمی کے لئے ضروری ہے ورنہ مسواک کے فوائد مطلوبہ سے محرومی ہوگی)

قرآن پاک کو بے وضو چھونے کا حکم

نازشِ فکر وفن حضرت علامہ سعید آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ایک تحقیقی مقالہ)

حکومت کی طرف سے سکولوں اور کالجوں میں 'ترجمۃ القرآن' کی کلاسز کا آغاز بلاشبہ ایک مفید و مبارک کام ہے۔تاہم ضروری ہے کہ اساتذہ اور بالغ طلبا باوضو اس مقدّس فریضے کو سرانجام دیں۔زیرِ نظر تحقیقی مقالہ میں اسی حقیقت کو اسلامی تعلیمات کی رو سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآنِ پاک کو بغیر وضو ہاتھ لگانا ہرگز جائز نہیں۔زبانی تلاوتِ قرآن یا بغیر چھوئے تلاوت کرنے میں باوضو ہونے کی شرط نہیں، یونہی کسی کتاب میں سورتوں کے علاوہ دیگر مضامین ہیں تو اس کتاب کو پکڑنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ آیاتِ قرآنی پر ہاتھ نہ آئے، لیکن جب اس مقدس کتاب یا مصحف کو پکڑ کر تلاوت کرنا ہو تو وضو شرط ہے۔

اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل کو عام فہم انداز سے پیش کیا جارہا ہے۔اِنشاءاللہ العزیز ہر خاص وعام کو اس سے فائدہ ہوگا۔بالخصوص علمی ذوق رکھنے والے احباب بآسانی سمجھ جائیں گے کہ بے وضو قرآنِ پاک پکڑنے کی تمام دلیلیں بے جان ہیں۔تو آیئے! علم وتحقیق کے باغیچے سے چند پھول چنتے ہیں:

آیتِ قرآن سے ثبوت:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌO فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍO لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَO......(الواقعہ:۷۷تا۷۹)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن بہت عزّت والا ہے۔جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے۔اسے صرف پاک باوضو لوگ (طاہر) ہی چھوئیں۔[1]

☆......اس آیت کی تفسیر میں علامہ عبداللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ (م۷۰۱ھ) فرماتے ہیں:

وَاِنْ جَعَلْتَهَا صِفَة للْقُرْآنِ فَالْمَعْنٰى لَا يَنْبَغِي اَنْ يَّمَسهٗ اِلَّا مَنْ هُوَ عَلَى الطَّهَارَة مِنَ النَّاس......(مدارک التنزیل:۲/۶۴۲)

ترجمہ: لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کو اگر قرآن کی صفت قرار دیا جائے تو آیت کا معنیٰ یہ ہوگا کہ قرآن کو وہی لوگ چھوئیں جو پاک ہوں۔

☆......علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (م۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَكون الْمُرَاد بِهِم الْمُطَهَّرِيْنَ مِنَ الْاَحْدَاثِ مروى عَن مُحَمَّد الْبَاقرعَلى آبَائِهِ وَعَلَيْهِ السَّلام وَ عَطاء وَ طَاؤس وَسَالم. (روح المعانی للآلوسی ج۱۴ص۱۵۴)

ترجمہ: کہ 'مطھرین' سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدث سے پاک ہوں۔(یعنی انسان مراد ہیں)۔ یہ مؤقف امام محمد باقر، امام عطاء، امام طاؤس اور حضرت سالم سے مروی ہے۔

احادیث سے ثبوت: (۱)۔عبداللہ بن ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَنَّ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ

ترجمہ: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم (رضی اللہ عنہ) کے لیے جو صحیفہ تحریر کروایا تھا، اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ

''کوئی بھی شخص قرآن کو بے وضو حالت میں نہ چھوئے''۔ (مؤطا امام مالک:۴۶۸)

امام مالک علیہ الرحمہ اس صحیح حدیث کو نقل کرنے کے بعد صراحتاً فرماتے ہیں کہ قرآنِ پاک کی عزّت واحترام کے سبب اسے بے وضو اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس پر بہترین دلیل آیت لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:۷۷تا۷۹) ہے۔

(۲)۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ...... ''کوئی بھی شخص قرآن کو بے وضو حالت میں نہ چھوئے''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ:۳۶۱/۲، حدیث ۷۵۰۶ وسندہٗ صحیح......روح المعانی میں یہ روایت مسند عبدالرزاق، ابن ابی داؤد، ابن المنذر سے نقل ہے۔ طبرانی وابن مردویہ نے بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی......علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس روایت کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔ مجمع الزوائد: ج۱ص۲۷۸ باب فی مس القرآن)

(۳)۔حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُنَّا مَعَ سَلْمَانَ فِیْ حَاجَةٍ ، فَذَهَبَ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ رَجَعَ ، فَقُلْنَا لَهٗ : تَوَضَّأْ ،یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ لَعَلَّنَا اَنْ نَسْئَلَکَ عَنْ آیٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: فَاسْأَلُوْا ، فَاِنِّیْ لَا اَمَسُّهٗ ، اِنَّهٗ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ، قَالَ: فَسَاَلْنَاهُ ، فَقَرَأَ عَلَیْنَا قَبْلَ اَنْ یَتَوَضَّأَ...... (مصنف ابن ابی شیبہ: ج۱ص۲۶۳ رقم ۱۳۲۷)

ترجمہ: کہ ہم حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو ہم نے عرض کی: (آپ وضو کرلیں) ہم قرآن کی چند آیات آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پوچھو! کیونکہ میں قرآن کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، اسے تو صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے آپ سے چند آیات پوچھیں تو آپ نے وضو کرنے سے قبل مطلوبہ آیات (زبانی) پڑھیں۔

اس سے واضح ہوا کہ قرآن کو چھونے کے لیے وضو شرط ہے۔ البتہ (زبانی) تلاوت بغیر وضو کے کی جاسکتی ہے۔ امام حاکم اور امام ذہبی علیہما الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم علیہما الرحمہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (مستدرک الحاکم: ج۲ص۵۱۹)

اصحاب وائمہ کا عقیدہ: حضرت علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص، سعید ابن زید، عبدالرحمٰن بن یزید،

سلمان فارسی رضی اللہ عنہم نیز حضرت عطاء، امام زہری، شیخ ابراہیم نخعی، امام حکم، شیخ حماد، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہسمیت فقہاء کی غالب اکثریت کا اتفاق تھا کہ قرآنِ پاک کو ہاتھ لگانے کے لیے طہارت شرط ہے اور اس کا خلاف گناہ ہے۔

(البحوث العلمیہ: ج۶ص۲۷۵، من احکام القرآن الکریم...... ردالمختار: کتاب الطہارۃ...... بدائع الصنائع: مبحث مس المصحف)

امام بغوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۵۱۶ھ) نے فرمایا: اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ بے وضو شخص کے لیے قرآن پکڑنا اور چھونا جائز نہیں ہے۔ (شرح السنۃ: ۱/۳۶۳)

حافظ ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) نے مؤطا امام مالک والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا: اس مسئلے میں فقہائے مدینہ، عراق اور شام میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن کو صرف حالتِ وضو ہی میں چھوا جائے گا۔ (التمہید: ۸/۲۷۱ونسخۃ اُخری ۸/۶)

ابن تیمیہ (مجموع الفتاویٰ: ۲۱/۲۶۶)، علامہ ابن رجب (فتح الباری ۱/۴۰۴)، ابن قدامہ المقدسی (المغنی ۱/۲۰۲) کے نزدیک صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اس مسئلے میں کہ 'قرآنِ مجید کو صرف طاہر ہی چھوئے' کوئی مخالفت معروف نہیں ہے۔

نوٹ: جن کے نزدیک قرآن پاک کو بغیر وضو چھونا جائز ہے، وہ بھی باوضو چھونے کو افضل گردانتے ہیں۔

چند اہم مسائل: کتبِ فقہ کی رو سے

☆...... بے وضو شخص کا کسی ایسی چیز کے ذریعے قرآن چھونا حرام ہے جو اس کے اپنے تابع یا قرآن کے تابع ہو۔ جیسے دستانے پہن کر چھونا ناجائز ہے۔ تاہم ایسے غلاف سے چھو سکتے جو قرآن سے الگ ہو، جو غلاف قرآن سے جڑا اس سے نہیں چھو سکتے۔

☆...... مصحف کے کناروں اور اس بیاض کو بھی چھونا منع ہے جس پر کتابت نہیں۔

☆...... پہنے کپڑوں سے چھونا بھی ناجائز، کیونکہ یہ بدن کے حکم میں۔

☆...... اگر قرآن جزدان میں ہو تو جزدان کو چھو سکتے۔ اوڑھے ہوئے دوپٹے یا چادر سے نہیں۔

☆...... نابالغ بچوں کے بلاوضو قرآن چھونے سے متعلق زیادہ علماء اس طرف گئے کہ انہیں رخصت ہے، تاہم بدن نجاست آلودہ نہ ہو۔ ان کے باوضو حالت میں قرآن پکڑنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ بعض علماء نے بچوں پر بھی قرآن چھونے سے پہلے وضو کرنا لازمی قرار دیا ہے۔

☆...... قرآنِ پاک کا ترجمہ اردو، فارسی، انگریزی یا کسی بھی زبان میں ہو اس کا ادب بھی عربی قرآن جیسا ہے۔

☆...... اگر کوئی شخص قرآن پاک کی طرف پشت نہیں کرتا، اسے چومتا، اونچی جگہ رکھتا تو اس کا قرآن کی یہ تعظیم کرنا قرآن کے اس حکم وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے، تو اس کا یہ عمل دل سے متقی ہونے کی دلیل ہے۔ الحج: ۳۲) کی تعمیل ہے۔ لہٰذا اس کی حوصلہ شکنی کرنے کی بجائے ستائش کی جائے۔

☆...... موبائل فون پر قرآن پڑھنے کے حوالے سے دَورِ حاضر کے علماء کی رائے یہ ہے کہ موبائل سکرین پر قرآنی آیات (سافٹ فائل) کے جو نقوش نظر آتے ہیں، ان میں باقاعدہ ایسے حروف موجود نہیں ہوتے جن کے لیے ثبات ودوام اور اپنا کوئی وجود ہو، بلکہ درحقیقت یہ روشنی کی

شعاعیں ہیں جو مسلسل سکرین پر پڑتی ہیں۔اس لیے موبائل میں موجود قرآنِ کریم مصحفِ قرآنی کے حکم میں نہیں۔لہٰذا بلا وضو اسکرین کو ہاتھ لگانا فی نفسہٖ جائز ہے۔لیکن باوضو ہاتھ لگانا قابلِ تحسین ہے۔

بے وضو قرآنِ پاک چھونے والوں کے دلائل کا تجزیہ: آیئے!ان دلائل پر بھی نظر ڈالتے ہیں، جو بے وضو قرآنِ پاک کو چھونے کے حق میں بڑے زور وشور سے پیش کیے جاتے ہیں:

(۱)۔اس فکر کے حاملین کا کہنا ہے کہ مُطَهَّرُوْن سے مراد فرشتے ہیں۔یہ لوگ سورہ واقعہ کی اس آیت ۷۹ کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین اعتراض کرتے تھے کہ یہ قرآن جو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر بصورتِ وحی آیا ہے،نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ شیطان القاء کرتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے جواب دیا کہ اسے صرف پاک نفوس یعنی فرشتے ہی چھو سکتے ہیں۔شیطان کی یہاں کوئی پہنچ نہیں۔

جواب: اگرچہ بعض حضرات نے سورہ واقعہ کی اس آیت میں 'مُطَهَّرُوْن' سے فرشتے مراد لیے ہیں،(اور فرشتوں کے مطہر ین ہونے میں کوئی کلام نہیں)لیکن ان کے مقابلے میں مفسرین کی بڑی تعداد نے عموم الفاظ اور احادیثِ نبویہ کے پیشِ نظر یہاں اس سے انسان مراد لیے ہیں۔

حافظ ابوبکر رحمہ اللہ (م ۳۷۰ھ) نے 'مُطَهَّرُوْن' سے مراد حدث (ناپاکی) سے پاک 'انسان' مراد لیے ہیں اور اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے ۔(احکام القرآن: ج ۳ ص ۶۲۱)

ملا جیون رحمہ اللہ (م ۱۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاَکْثَر عَلٰی انَّه نَفی بِمَعْنَی النَّهْی ، وَاَنَّ الضَّمِیْر الْمَنْصُوْب رَاجِع اِلَی الْقُرْآنِ......اَیْ لَا یَمَسُّ هٰذَا الْقُرْآن اِلَّا الْمُطَهَّرُوْن مِنَ الْاَحْدَاثِ فَلَا یَمَسُّهُ الْمُحْدِث وَالْجُنُب وَلَا الْحَائِض وَلَا النّفساء......(تفسیراتِ احمدیہ: ص ۶۸۳ سورۃ الواقعہ)

ترجمہ: اکثر مفسّرین کا مؤقف یہ ہے کہ یہاں نفی 'نہی' کے معنیٰ میں ہے۔اور ضمیرِ منصوب قرآن کی طرف راجع ہے۔یعنی اس قرآن کو وہی لوگ چھوئیں جو احداث سے پاک ہوں۔لہٰذا قرآن کو بے وضو،جنبی،حائضہ اور نفاس والی عورت نہ چھوئیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (م ۱۲۵۲ھ) دونوں احتمال ذکر کرنے کے بعد مندرجہ بالا تفسیر کو اکثر مفسّرین کا مؤقف قرار دیتے ہیں۔چنانچہ لکھتے ہیں:

وَعَلَی الثَّانِی الْمُرَادُ مِنْهُم النَّاسُ الْمُطَهَّرُوْنَ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَعَلَیْهِ اَکْثَرُ الْمُفَسِّرِیْنَ......(ردالمحتار: کتاب الطہارۃ)

ترجمہ: دوسرے احتمال کے مطابق اس (المطہر ون) سے وہ لوگ مراد ہیں جو حدث سے پاک ہوں اور یہی اکثر مفسّرین کا مؤقف ہے۔

اہم بات: وہ آیات جو کسی خاص پس منظر میں نازل ہوئی ہوں لیکن الفاظ عام استعمال کیے گئے ہوں، جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک سببِ نزول کے اس خاص واقعہ کی بجائے الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوگا۔(یہاں ان کو بھی جواب مل گیا جو کہتے کہ سورہ واقعہ مکی جبکہ وضو کا حکم مدینہ میں آیا۔صریح الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوگا)۔علماءِ اصول اور اربابِ تفسیر کے ہاں ایک جملہ مشہور ہے:

العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب......(کشف الاسرار: باب حکم الاجماع ۳/۲۷۴......تفسیر القرطبی: سورۃ

الاعراف، الآیۃ ۳۱)

ترجمہ: الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوگا، نہ کہ سببِ نزول کے خاص واقعہ کا۔

اس اصول کے پیشِ نظر سورہ واقعہ کی مذکورہ آیت (قرآن کو صرف پاک لوگ ہی چھوئیں) کے عموم سے سلف صالحین اور فقہاءِ کرام نے قرآنِ مجید کو چھونے کے لیے وضو کو ضروری قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک سمیت جن لوگوں کا بے وضو قرآن چھونے کے حق میں فتویٰ ہے، وہ اس اصول کی وجہ سے بھی ناقابلِ قبول ہے۔ یہ لوگ مُطَهَّرُوْن سے فرشتے ہی مراد لینے پر مصر ہیں، حالانکہ قرآن کی کتنی ہی آیات میں اس لفظ و مادہ کا اطلاق انسانوں پر ہوا ہے۔ مثلاً:

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ......(البقرہ:۲۲۲) ترجمہ: جب تمہاری عورتیں پاک ہو جائیں......

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا......(المائدہ:۶) ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا......(الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہ چاہتا ہے (اے نبی کے گھر والو!) کہ تم سے ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا کرے۔

قرآنِ پاک کے ان تینوں مقامات پر 'طہارت' کا مادہ انسانوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔

(۲)۔ مؤطا امام مالک کی روایت نمبر ۴۶۹ پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ طہارت خانہ گئے، پھر واپس آ کر قرآن مجید پڑھنے لگے۔ ایک شخص نے کہا: اے امیر المومنین! آپ بغیر وضو تلاوت کر رہے ہیں؟ فرمایا: اس (سے منع) کا فتویٰ کس نے دیا ہے، کیا مسیلمہ نے؟

جواب: گذارش ہے کہ یہ روایت بغیر چھوئے زبانی قرآن پڑھنے سے متعلق ہے۔ امام مالک نے یہ روایت محض قرات القرآن کے باب میں رقم کی ہے۔ یہی محدثین کی رائے ہے۔ یہ اور اس جیسی روایات کو بے وضو قرآن چھونے کے حق میں بطورِ دلیل پیش کرنا علمی بد دیانتی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہماری پیش کردہ مؤطا کی حدیث نمبر ۴۶۸ خالصتاً مصحف قرآن کو چھونے کے حوالے سے تھی۔

(۳)۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ...... بے شک مومن نجس نہیں ہوتا۔

جواب: عرض ہے کہ یہ بخاری شریف کی حدیث نمبر ۲۸۵ ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ مومن نجس نہیں ہوتا، لیکن مُحدِث (بے وضو وغیرہ) ہوتا ہے۔ اور جب محدث ہوتا ہے تو غسل یا وضو کرنے کا حکم بھی آیات و احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اوپر گذرا کہ

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا......(المائدہ:۶)

ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔

لھذا مومن نجس نہیں ہوتا کا مطلب اگر یہ لیں کہ وہ محدث بھی نہیں ہوتا، پھر نماز بھی بلا طہارت پڑھنے کا جواز نکلے گا۔ کوئی بھی کہہ سکتا کہ جب مومن نجس نہیں ہوتا تو میں نماز بھی بغیر وضو کے پڑھ لیتا ہوں۔ یہ جہالت اور علمِ شرع سے ناواقفیت ہے۔ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ مومن ایسا نجس یا ناپاک نہیں ہوتا کہ دوبارہ پاک نہ ہو سکے۔

(۴)۔ اللہ فرماتا ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ...... (المزمل:۲۰) جو قرآن سے میسر ہو، پڑھو۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں یہ نہیں ہے کہ وضو کے بغیر نہ پڑھو۔

جواب: عرض ہے کہ اس میں صرف حسبِ مرضی قرآن پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ کس حالت میں پڑھنا ہے تو اس کی تعلیم یہاں فرمائی گئی کہ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:۷۹)۔ یعنی قرآن کو بغیر پاک ہوئے مت چھوؤ۔ کسی اعتبار سے بھی ان کا استدلال بے وضو قرآن پڑھنے کے حق میں لائقِ اعتبار نہیں۔

(۵)۔ بخاری شریف سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ سوئے ہوئے تھے (جیسا کہ آپ ﷺ کی شان کے لائق ہے)۔ جب اٹھے تو اپنی چشمانِ مبارک پر دستِ مبارک پھیرا اور سورہ آلِ عمران کی آخری دس آیات کو تلاوت کیا۔ پھر لٹکائے گئے مشکیزے سے وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ اس روایت میں واضح ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے تلاوت پھر وضو کیا۔

جواب: باقی دلائل کی طرح یہ دلیل بھی بے جان ہے۔ کیونکہ یہاں حضور ﷺ کا زبانی تلاوت کرنا ذکر ہے۔ اور بغیر وضو زبانی تلاوت کا انکار کسی نے بھی نہیں کیا۔ یہاں قرآن کو پکڑ کر تلاوت کا کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ صاف ظاہر ہے کہ زبانی تلاوت مراد ہے۔

(۶)۔ ان کا کہنا ہے کہ غیر مسلم بغیر وضو قرآن پکڑ لیتے ہیں تو ہم کیوں نہیں؟ وغیرہ وغیرہ

جواب: غیر مسلم اوّلاً تو اسلامی اعمال کا مکلّف نہیں ہے، ثانیاً اگر وہ قرآن کو پکڑنا چاہتا ہے تو اسے ہدایت کی جائے گی کہ یہ ہماری مذہبی کتاب ہے، پاک ہوئے بغیر اسے چھونا اس کی عظمت کے خلاف ہے۔ اسے وضو کا طریقہ بھی بتا دیا جائے۔ اگر بے حرمتی کا ڈر ہو تو اسے قرآن نہ دیا جائے۔ سکھ لوگ اپنی مذہبی کتاب 'گرنتھ' کو چھونے کی کسی دوسرے مذہب والے کو اجازت نہیں دیتے، اس پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے اور ایک کمرے میں اسے انتہائی اعزاز وادب کے ساتھ رکھتے ہیں۔ باقی مذاہب والوں نے بھی اپنی اپنی مقدس کتب کو عزت دینے کے لیے اصول وضوابط بنا رکھے ہیں جبکہ اہلِ اسلام تو سب سے زیادہ ادب والے لوگ ہیں۔

(۷)۔ اگر مسلمان ادب میں ہی لگے رہیں گے تو قرآن کو پڑھیں گے کب؟

جواب: اس جیسی کئی باتیں جمع وتفریق کے ساتھ کی جاتی ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ادب مسلمان کی گھٹی میں شامل ہے۔ قرآن کو باوضو ہی چھونا، اسے اونچی جگہ رکھنا، اس کی طرف پشت نہ کرنا، اسے چومنا یہ سب محبت کے تقاضے ہیں۔ ان میں وقت کا ضیاع بھی قطعاً نہیں ہے۔ محبت ہو تو مشقت نظر نہیں آتی۔ یونہی صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب، کعبے اور روضۂ رسول ﷺ کا ادب، مقدس ناموں کا ادب، مسلمان ۱۴ صدیوں سے ان کی محبتوں میں گرفتار اور ادب کی اداؤں کے پرستار ہیں۔ چونکہ یہ سچے مسلمان کی فطرت میں شامل ہے

لہٰذا اسے اس میں ہرگز کوئی عار نہیں۔ ہاں مسلمانوں کو ان کی محبت سے خالی کرنا ہے تو خاصا تردد کرنا پڑے گا، بہتیرے پاپڑ بیلنا پڑیں گے، کیونکہ یہ ان کی فطرت کے خلاف جانا ہے۔ بہتر ہے کہ ایسی کوششوں کو چھوڑ کر ادب و احترام کے راستے پر اہلِ اسلام کو چلنے دیا جائے۔ ہاں اطاعتِ قرآن، اطاعتِ رسول ﷺ، اطاعتِ خدا کا جذبہ بڑھانا ہے تو اس کے لیے ادب سے قوم کو بیگانہ کرکے نہیں بلکہ ادب کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ قرآن اور کتبِ احادیث میں ادب کے قرینوں کے اثبات میں سینکڑوں شواہد موجود ہیں، انہیں پسِ پشت کیسے ڈالا جا سکتا ہے؟ پھر یہ بھی دیکھیں کہ وہ جماعت اہلِ اسلام کو جہاد کا درس کیسے دے سکتی جو قرآن پکڑنے سے پہلے وضو کرنا مشقت سمجھتی ہو۔ وہ لوگ اسلام کے لیے گردنیں کیسے کٹا سکتے جن کے لیے سردی میں نماز کے لیے وضو میں پاؤں دھونا ایک پہاڑ ہو۔ اللہ سمجھنے کی توفیق دے۔

یاد رہے! حال ہی میں جید سعودی علماء علامہ محمد صالح بن عثیمین، علامہ محمد بن عبدالرحمٰن العریفی، علامہ خالد بن عبداللہ مصلح وغیرھم نے فتویٰ دیا ہے کہ بغیر وضو قرآنِ پاک چھونا جائز نہیں۔

ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس مقالہ میں مناظرانہ رنگ اختیار کرنے کی بجائے خلوصِ نیت سے قرآنِ عظیم، فرقانِ حمید کے ادب کی طرف اہلِ ایمان کی توجہ دلائی جائے۔ نیز بلا وضو قرآن کو چھونے والوں کے دلائل کا بھی نظرِ انصاف سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں ایک منصف مزاج قاری معاملے کی حساسیت کو یقینی طور پر محسوس کرے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام بالخصوص ہمارے معزز اساتذہ اور والدین قرآنِ پاک پکڑتے اور پکڑاتے وقت وضو کے التزام کو یقینی بنائیں گے۔ اس حسنِ ادب کا تقاضا اللہ جل شانہٗ ہم سے کرتا ہے اور اس کے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی منشا بھی یہی ہے۔ انشاء اللہ اس کے ثمرات بھی اہلِ ایمان دنیا و آخرت میں سمیٹیں گے۔ اس مقالہ کا اختتام ہم اس حقیقت کے اعلان کے ساتھ کرتے ہیں کہ ''جو قرآنِ مقدس کا ادب نہیں کرسکتا، وہ اس پر عمل بھی نہیں کرسکتا۔'' یعنی بے ادب سے عمل کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔

۱۔ حضرات عطا، طاؤس، سالم اور جناب محمد باقر کی تفسیر کے مطابق 'قرآن' سے مراد وہ مصحف ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اور 'مُطَھَّرُوْن' سے مراد وہ لوگ ہیں جو نجاستِ ظاہری و معنوی یعنی حدثِ اصغر و اکبر سے پاک ہوں۔ حدثِ اصغر کے معنیٰ بے وضو ہونے کے ہیں، اس کا ازالہ وضو کرنے سے ہو جاتا ہے۔ اور حدثِ اکبر وہ ہے جس سے پاکی کے لیے غسل ضروری ہے (تفسیر روح البیان)۔ اس صورت میں جملہ 'لَا یَمَسُّہٗ' اگرچہ جملہ خبریہ ہے مگر اس خبر کو حکمِ انشاء یعنی نہی و ممانعت کے معنیٰ میں قرار دیا جائے گا۔ اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مصحف قرآن کو بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں۔ اور طہارت کے مفہوم میں یہ بھی ہے کہ ظاہری نجاست سے بھی اس کا ہاتھ پاک ہو اور بے وضو بھی نہ ہو۔ اور حدثِ اکبر یعنی جنابت بھی نہ ہو۔ امام قرطبی کے نزدیک نیز تفسیرِ مظہری کے مطابق اسی مؤقف کو ترجیح دی جائے گی۔ دیکھئے: تفسیر بیضاوی، تفسیر السمعانی، تفسیر ابی السعود وغیرھم۔ حدیثِ پاک میں ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمُ لَا یظْلِمُہٗ ...... (صحیح مسلم: باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ) ...... ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا۔

جب کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ آپس میں ظلم ہو رہا ہے۔ تو یہاں نفی بمعنیٰ نہی ہے۔ اور حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان مسلمان پر ظلم نہ کرے۔ ایسے ہی لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ میں بھی نہی ہے۔

’’مکتوب بست وسوم‘‘ چوبیسواں مکتوب (۲۴) قسط دوئم

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی۔۔۔۔۔شرح مکتوبات شریف

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزوشرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت، قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجد دالمنو رالف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جو مکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم ومعارف اور حقیقت ومعرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور اَدق ہیں کہ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم ومعارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائدوآراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ’’کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی‘‘ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ الحقیقہ)۔ (یہ مکتوب عربی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا)

عربی	فارسی	اردو
’’فلھذا قیل ان الحجاب بین العبدوالرب ھونفس العبدلا العالم فان العالم فی نفسہ غیرمرادللعبدحتی یکون حجاباوانمامرادالعبد ھونفسہ فلاجرم یکون الحجابُ ھوالعبدَ لاغیر ثمالم تخل العبدعن مرادنفسہ قلیۃ لایکون الرب مرادہ ولایسع محبۃ سبحانہ فی قلبہ‘‘	وازیں جا گفتہ اند کہ حجاب میان بندہ وحق سبحانہ نفس اوست نہ عالم چہ عالم بالذات مقصود اونیست تا حجاب گردرو مقصوداو بجز نفس او چیزے دیگر نیست پس لاجرم حجاب او باشدنہ غیر پس مادامیکہ بندہ از مرادنفس خود بالکلیہ پاک نگردد حق سبحانہ مراوش نمی تواند شد ونہ محبت حق رادرقلب او گنجائش۔	اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ بے شک بندہ اور اس کے رب کے درمیان پردہ خود بندہ کا نفس ہے جہاں پردہ نہیں ہے اسلئے کہ جہان ذاتی طور پر بندہ کی مراد نہیں ہے تا کہ پردہ بن کے بے شک بندہ کی مراد اسکا نفس ہے لھذا ضرور بر ضرور بندہ خود ہی پردہ ہے پس جب تک بندہ اپنے نفس کی مراد سے کلیۃ خالی نہیں ہوگا تو اس وقت تک رب اسکی مراد نہیں ہوسکتا اور بندہ کے دل میں رب کی محبت کی گنجائش نہیں ہوگی۔
’’وھذہ الدولۃ القصوی لاتحقق الابعدالفناء المطلق المنوط بالتجلی الذاتی فان رفع الظلمات رأسالایُتصور الابطلوع الشمس بازغۃ‘‘	واین دولت قصوی متحقق نشود الا بعد از تحقیقِ فناءِ مطلق کہ منوط است بتجلی ذاتی زیرا کہ ازالہ ظلمات بتماجا متصور نیست مگر بعد از طلوع آفتاب بتمام وکمال۔	اور یہ دور کی دولت حاصل نہیں ہوتی مگر مطلق فناء حاصل ہونے کے بعد جو فناء متعلق ہے تجلی ذاتی کے ساتھ اسلئے کہ تمام تاریکیوں کا مکمل دور کم ہونا نہیں متصور ہوتا مگر روشن آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد۔

''فاذا حصلت تلک المحبۃ المعبد عنھا بالمحبۃ الذاتیۃ استوی عند المحب انعام المحبوب وایلا مہ فحٍ حصل الاخلاص فلا یعبد ربہ الا لہ لا لاجل نفسہ من طلب الانعام ودفع الایلام لانھما عندہ سوآء''	پس ہرگاہ حاصل شدہ این محبت کہ معبد است بمحبت ذاتیہ نزد محبّ انعام محبوب وایلام آن مستوی نیز محصول پیوست وحق راعبادت نہ کند مگر از برائے حق نہ از برائے نفس یعنی بجہت طلب انعام ورفع ایلام کہ ایں ہر دو نزد او برابر است۔	پس جب یہ محبت حاصل ہو جاتی ہے جس کو ذاتی محبت کہا جاتا ہے تو محبّ کے نزدیک محبوب کی طرف سے انعام اور تکلیف برابر ہو جاتے ہیں۔ پس اس وقت مکمل افلاس حاصل ہو جاتا ہے رب کی عبادت صرف رب کی رضا کے لئے کیجاتی ہے اپنے نفس کے لئے نہیں کیجاتی یعنی انعام حاصل کرنے اور رنج دور کرنے کے لئے نہیں کیجاتی کیونکہ اسکے نزدیک یہ دونوں برابر ہیں اللہ تعالٰی مجھے بھی یہ دولت عطا کرے آمین)
''وھذہ رتبۃ المقربین فان الابرار انما یعبدون اللہ فوفاً وطمعا وھما راجعان الی انفسھم لعدم فوز علم بسعادۃ المحبۃ الذاتیۃ''	و این مرتبہ ایست مخصوص بمقربین چہ ابرار بجہت عدم خوزشان بسعادت محبت ذاتیہ جز این نیست کہ حق را بسبب خوف وطمع عبادت میکنند وایں ہر دو بنفس شان راجع اند۔	اور یہ مرتبہ مقربین کا ہے اسلئے کہ ابرار محبت ذاتیہ پر فائز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے رب کی عبادت اور امید کی وجہ سے کرتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں نفس کی طرف لوٹتی ہیں۔
'' فلا جرم یکون حسنات الابرار سیئات المقربین''	پس لا جرم حسنات ابرار سیئات اند بہ نسبت مقربین۔	پس یقیناً عام لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کی برائیاں ہوتی ہیں۔
''محسنات الابرار حسنات من وجہ وسیئات من وجہ وحسنات المقربین حسنات محضۃ''	وثابت شد کہ حسنات ابرار از وجہی جنات اند و از وجہ دیگر سیئات وحسنات مقربین حسنات محضہ اند۔	پس ثابت ہوا ابرار کی نیکیاں من وجہ نیکیاں ہیں اور دوسری جہت سے برائیاں ہیں اور مقربین کی نیکیاں محض نیکیاں ہی ہیں (ان میں برائی کا احتمال نہیں ہے) (ابرار عام نیک لوگوں کا طبقہ ہے)
''نعم من المقربین من یعبد اللہ فونا وطمعا ایضا بعد تحققھم بالبقا الاکمل وتنزلھم بعالم الاحباب''	آرے بعض از مقربین بعد از انصاف ایشان بہ بقائے اکمل وتنزل بعالم اسباب نز بخوف وطمع حق واسبحانہ می پرستند۔	ہاں بعض مقربین بھی اپنے کامل ترین بقا کے حصول کے بعد اور عالم اسباب کی طرف اترنے کے بعد اللہ کی عبادت خوف اور طمع سے کرتے ہیں (یعنی یہ اعتراض ہوا کہ مقربین میں بھی خوف اور طمع ہوتا ہے تو ابزار اور مقربین میں کیا فرق ہو)
''لکن خوفھم وطمعھم غیر راجعین الی انفسھم بل انما یعبدون طمعا لرضاۂ سبحانہ ھوفا عن سخطہ تعالٰی''	ولیکن این خوف وطمع بنفس ارشان راجع نیست بلکہ بامید رضائے حق سبحانہ وبخوف از غضب اوتعالٰی عبادت میکنند۔	(یہ جواب ہے) لیکن یہ خوف اور طمع انکے نفس کی طرف کر نہیں لوٹتا بلکہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ پاک کی رضا کی امید سے اور اسکے غضب کے خوف سے۔ (یعنی اللہ کی رضا اور غضب کا تعلق اپنے نفس سے نہیں ہے بلکہ اللہ کی ذات سے ہے لہذا مقصود اللہ ہے نفس نہیں ہے)

”وكذا انما يطلبون الجنة لانها محل رضاهٗ سبحانه لا لحظوظ انفسهم وانما يستعيذون من النار لانها محل سخطه تعالى لا لدفع الايلام عن انفسهم لان هولآء الاكابر محررون عن رقية الانفس وصاروا خالصين لله سبحانه“	و همچنین بجز این نیست که طلب می نمایند جنت را از جهت آنکه او محل رضائے حق سبحانه است نه از جهت حظوظ نفس و استعاذه مینمایند از نار بجهت آنکه محل سخط اوست سبحانه نه از برائے دفع ایلام از نفس چه این بزرگواران از رقیت نفس محرر اند و بحق سبحانه خالص ومخصوص۔	اور ایسے ہی یہ مقربین جنت طلب کرتے ہیں اسلئے کہ وہ اللہ سبحانہ کی رضاء کی جگہ ہے اپنے نفسوں کو خوش رکھنے کے لئے نہیں طلب کرتے اور بیشک آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس لئے کہ وہ اس بلند ذات کی ناراضگی کا مقام ہے اپنے نفسوں سے رنج دور کرنے کے لئے پناہ نہیں مانگتے اسلئے کہ یہ بزرگ لوگ نفسوں کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہیں اور اللہ سبحانہ کے لئے خالص مخصوص ہو چکے ہیں
”وهذه الرتبة اعلىٰ من بين رتب المقربين“	واین مرتبه از میانِ مراتب مقربین عالی تر است۔	اور مقربین کے تمام مراتب میں یہ مرتبہ بلند تر ہے۔
”ولصاحب هذه المرتبة نصيب تام من كمالات مقام النبوة بعد تحققه بمرتبة الولاية الخاصة“	وصاحب این مرتبه را بعد از اتصاف او بمرتبه ولایت خاصه نصیبی است تام از کمالات مقام نبوت۔	اور اس مرتبہ والے کے لئے ولایت خاصہ کا مرتبہ حاصل ہونے کے بعد مقام نبوت کے کمالات سے پورا حصہ ہے
”ومن لم يتنزل الى عالم الاسباب فهو من الاولیآء المستهلكين فلا نصيب له من كمالات مقام النبوة فلا يكون اهلا للتكميل بخلاف الاول“	وکسیکه بعالم اسباب فرو دنه آمده است پس او از اولیاء مستهلکین است و او را از کمالات مقام نبوت بهره نیست پس تکمیل و ارشاد را شایان نباشد بخلاف اول۔	اور جو شخص عالم اسباب کی طرف نیچے نہ آیا پس وہ مستہلک اولیاء سے ہے (فانی) اور اس کے لئے مقام نبوت کے کمالات سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس وہ تکمیل اور مقام ارشاد پر فائز ہونے قابل نہیں ہے۔ بخلاف پہلے فریق کے (یعنی جو عالم اسباب کی طرف دعوت حق کے لئے اترے)
”رزقنا الله سبحانه محبة هؤلآء الاكابر بحرمة سيد البشر عليه وعلى اله واتباعه من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها فان المرء مع من احب والسلام اولاً وآخراً“	حق سبحانه وتعالى مایان را محبت این اکابر عطا فرماید بحرمت سید البشر علیه وعلیٰ اله واتباعه من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها چه مرد با کسے است که دوست داشته است او را - والسلام اولاً و آخراً۔	اللہ پاک ہمیں ان اکابر کی محبت عطا فرمائے تمام انسانوں کے سردار کے طفیل ان پر اور انکی اہل پر اور انکی پیروی کرنے والوں پر افضل درود اور اکمل سلام ہوں اسلئے کہ بے شک آدمی اسکے ساتھ ہے جسکے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ اول وآخر سلام ہو۔

اللہ والوں کی باتیں

مرتبہ: علامہ ممنون حسین آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسط نمبر:5

حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ

باکمال شخص: آپ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص نماز عصر کے بعد بال بکھرائے اور برہنہ پا آیا اور وضو کر کے نماز عصر ادا کرنے کے بعد نماز مغرب تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر جب میں نے نماز مغرب شروع کی تو وہ بھی نماز پڑھ کر پھر سر جھکا کے بیٹھ گیا۔ اتفاق سے اسی رات خلیفہ صوفیا کے ہاں صوفیا کی دعوت تھی اور جب اس شخص سے دعوت میں چلنے کے لیے کہا گیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے خلیفہ صوفیا سے کوئی سروکار نہیں لیکن اگر تم مناسب تصور کرو تو میرے لیے تھوڑا سا حلوہ لیتے آنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو غیر مسلم خیال کرتے ہوئے اس کی جانب توجہ نہیں کی اور جب دعوت میں واپسی پر دیکھا تو پہلی ہی سی حالت میں سر جھکائے بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اسی شب میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دائیں بائیں جانب حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام ہیں اور ان کے علاوہ بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام اور بھی ہیں لیکن جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیر لیا اور جب میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک محبوب نے تجھ سے حلوہ طلب کیا لیکن تو نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ اس خواب کے بعد جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ شخص خانقاہ سے باہر نکل رہا ہے اور جب میں نے آواز دے کر کہا کہ ٹھہر جاؤ، میں ابھی تمہاری خدمت میں حلوہ پیش کرتا ہوں تو اس نے جواب دیا کہ بیس ہزار ایک سو انبیاء کی سفارش کے بعد اب تجھے حلوے کا خیال آیا، اس سے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ یہ کہہ کر وہ نہ جانے کس طرف کو نکل گیا اور تلاش بسیار کے باوجود آج تک اسے نہیں پا سکا۔

تمام زندگی ایک لباس: بغداد کی جامع مسجد میں ایک ایسے بزرگ قیام پذیر تھے جو سدا ایک ہی لباس زیب تن کئے رہتے تھے۔ اور جب آپ نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں نے ایک جماعت نہایت نفیس لباس میں ملبوس جنت میں دسترخوان پر بیٹھی ہوئی ہے لیکن جب میں بھی وہاں بیٹھ گیا تو ایک فرشتہ نے کھینچ کر مجھے اٹھاتے ہوئے کہا کہ تو اس جگہ بیٹھنے کے قابل نہیں کیونکہ یہ سب وہ بندے ہیں جنہوں نے تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا ہے، چنانچہ اس دن سے میں نے بھی ایک لباس کے سوا دوسرا لباس نہیں پہنا۔

حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

مریدوں کی حلوہ کھانے کی خواہش پوری: ایک مرتبہ آپ کے مریدین نے حلوے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ان کو حلوہ پیش کر دیا اور لوگوں نے جب عرض کیا کہ ایسا حلوہ تو بغداد کے بازاروں میں ملتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے بغداد کے بازار اور جنگل سب مساوی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ اسی دن بغداد کے ادباب الطاقہ کے بازار میں سے کسی حلوائی کا حلوے سے بھرا ہوا طباق گم ہو گیا اور جب آپ کی جماعت بغداد پہنچی تو حلوائی نے اپنا طباق شناخت کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا اور جب لوگوں نے اسے پورا

واقعہ بتایا تو وہ حلوائی آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔

حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

خاک بھی زندہ: ابو سعید ابوالخیر نے جب آپ کی زیارت کے لئے مرو جانے کا قصد کیا تو مریدین سے فرمایا کہ استنجے کے لئے ڈھیلے ساتھ رکھ لینا اور جب خدام سے پوچھا کہ کیا وہاں ڈھیلے نہیں ملتے یا اور کوئی راز ہے؟ فرمایا کہ وہ شیخ ابوبکر کی قیام گاہ ہے جو اپنے دور کے ایسے موحدین میں سے ہیں جن کی وجہ سے مرد کی خاک زندہ ہے اور زندہ خاک کو استنجے سے ناپاک نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ علیہ

خدا کی رضا: حضرت ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عہد کر لیا تھا کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے علاوہ اس سے کچھ طلب نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ آپ کی صاحبزادی شدید علیل ہو گئیں اور مسلسل علاج کے باوجود مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ایک دن ان کے شوہر عبدالرحمٰن سلمٰی نے ان سے کہا کہ تمہارا علاج تمہارے والد کے ہاتھ میں ہے، اس لئے کہ تمہارے والد نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا اور اس عہد کو بیس سال گزر چکے ہیں لہٰذا وہ نقض عہد کر کے تمہارے لئے دعا کر دیں تو تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی۔ گو نقض عہد گناہ ہے لیکن اس سے تمہیں صحت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ آدھی رات کو ہی اپنے والد کے گھر پہنچ گئیں اور جب آپ نے پوچھا کہ عقد کے بعد سے تم یہاں بیس سال تک کبھی نہیں آئیں پھر آج آنے کی کیا وجہ ہے۔

صاحبزادی نے عرض کیا کہ اس کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ نے مجھے آپ جیسا عظیم المرتبت باپ اور عبدالرحمٰن سلمٰی جیسا شوہر عطا کیا ہے اور یہ بھی آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں زندگی سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی اور مجھے بھی بتقاضائے بشریت اپنی زندگی عزیز ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زندگی ہی کی بدولت مجھے آپ کا اور شوہر کا دیدار ہوتا رہتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ چالیس سال تک تیری رضا کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کروں گا لہٰذا میں آپ کو آپ ہی کے عہد کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں کہ آپ نقض عہد کر کے میرے حق میں دعائے صحت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ نقض عہد کسی طرح جائز نہیں خواہ وہ بندے ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو، پھر خدا سے نقض عہد کرنا تو بہت ہی باعثِ ملامت ہے اور اگر میں نقض عہد کر کے تمہارے لئے دعا کر دوں اور تم صحت یاب ہو بھی جاؤ پھر بھی اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور جب موت کی آمد میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تو پھر اب یا کچھ عرصہ بعد موت آنے میں کیا فرق پڑتا ہے، لہٰذا میں اس گناہ کا مرتکب ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس جواب سے آپ کی صاحبزادی کو یقین ہو گیا کہ اب میرا وقت آ چکا ہے اور صحت یابی ممکن نہیں، لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا اور آپ کی وفات کے بعد بھی چالیس سال زندہ رہیں۔

حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت کے حکم کی عدولی کا وبال: آپ کے ایک مرید خاص حمزہ علوی جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا انہوں نے ایک رات جب اپنے گھر جانے کے لئے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ آج ٹھہر جاؤ کل چلے جانا۔ لیکن انہوں نے از راہِ ادب کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ رات کو گھر پہنچ کر مرغ پکا لیا جائے تا کہ صبح کو اہل وعیال کے لئے کھانے کا انتظام ہو سکے لیکن جب آپ

کے حکم کے بعد یہ خیال آیا کہ اگر میں ٹھہر گیا تو اہل وعیال میرے انتظار میں بھوکے رہ جائیں گے۔اس خیال سے انہوں نے پھر دوبارہ اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے گھر پر ایک ضروری کام ہے اس لئے جانا چاہتا ہوں، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے۔ چنانچہ انہوں نے گھر پہنچ کر مرغ پکانے کے بعد جب اپنی بچی سے کہا کہ سالن کی دیگچی چولہے پر سے اتار لاؤ تو وہ بے چاری دیگچی سمیت گر پڑی جس کی وجہ سے تمام سالن بھی زمین پر گر گیا۔لیکن انہوں نے کہا کہ زمین پر گرا ہوا سالن اٹھا لو گوشت کو دھو کر کھالیں گے، اتنے میں ایک کتا آیا اور زمین پر گرا ہوا سالن کھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں بہت صدمہ ہوا اور اس خیال کے تحت کے سالن سے تو محرومی ہو چکی ہے اب مرشد کی صحبت سے کیوں محروم رہوں۔آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جب وہاں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ اے جعفر جو شخص صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کے لئے شیخ کو صدمہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت کتوں کو کھلا دیتا ہے، یہ سن کر وہ بہت متاثر ہوئے اور حکم عدولی سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کا ایک نگینہ گم ہو گیا تو آپ کے دعا پڑھنے کے بعد وہ کتاب میں مل گیا۔

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمتہ اللہ علیہ

نماز میں خشوع وخضوع: ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ میں اس قسم کا پھوڑا نکل آیا کہ بغیر کاٹ دینے کے اور کوئی علاج ممکن نہ رہا لیکن آپ نے جب ہاتھ کٹوانے سے انکار کر دیا تو مریدین نے اطباء کو مشورہ دیا کہ جس وقت آپ نماز میں مشغول ہوں اس وقت ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا اور آپ کو حالتِ نماز میں ہاتھ کاٹنے کا کوئی احساس تک نہ ہوا۔

حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحٰق بن شہریار گازونی رحمتہ اللہ علیہ

مسجد کا سنگ بنیاد: ایک مرتبہ جب آپ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے بیداری کے بعد اسی بنیاد پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی اور اتنی عظیم مسجد تعمیر کی جس میں تین صفیں آ سکتی تھیں۔اس کے بعد پھر جب ایک شب آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد کی توسیع فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے مسجد کو اسی قدر وسعت دے دی جتنی خواب میں دیکھی تھی۔

شرابی کی شراب سے توبہ: ایک مرتبہ وزیر کا مصاحب میر ابوالفضل شرابی آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شراب نوشی سے توبہ کر لے،اس نے جواب دیا کہ میں ضرور تائب ہو جاتا لیکن جب وزیر کی مجلس میں دور جام چلتا ہے تو مجبوراً مجھ کو بھی پینی پڑتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ جب اس کی محفل میں تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے تو اس وقت میرا تصور کر لیا کر۔ چنانچہ جب وہ توبہ کر کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ تمام جام وسبو شکستہ پڑے ہیں اور شراب زمین پر بہہ رہی ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا اور وزیر کے پوچھنے پر پورا واقعہ بیان کر دیا، اس کے بعد سے وزیر نے کبھی اس کو شراب نوشی پر مجبور نہیں کیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

بے احتیاطی کا وبال: حضرت عبداللہ انصاری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے پابجولاں بلخ کی جانب لے چلے اور میں راستہ بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے سے کیا گناہ سرزرد ہو گیا جس کی پاداش میں زنجیر سے جکڑا گیا ہے اور جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ عوام چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے فلاں دن حضرت ابوالحسن کا مصلیٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا اور یہ اسی کی سزا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لئے کھڑے ہو گئے اور کسی میں مجھے مارنے کی جرأت نہ ہوئی اور زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گر یں اور حاکم نے میری رہائی کا حکم دے دیا۔

جوتے کی برکت: ایک مرتبہ وزیر بغداد کے پیٹ میں اچانک ایسا شدید درد اٹھا کہ اطباء نے بھی جواب دے دیا۔ اس وقت لوگوں نے آپ کا جوتا لے کر وزیر کے پیٹ پر پھیر دیا اور وہ فوراً ہی صحت یاب ہو گیا۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنا دیجئے تا کہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کیسے بن سکتے ہو، اس جواب سے وہ بہت نادم ہوا۔

والدہ کی خدمت پر مغفرت: آپ کے ایک بھائی بھی تھے لہٰذا اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو دوسرے بھائی پوری رات ماں کی خدمت گزاری کرتے رہتے۔ ایک دن جب دوسرے بھائی کا نمبر ماں کی خدمت کرنے کا تھا تو اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ آج میری بجائے والدہ کی خدمت میں رہ جائیں تو میں رات بھر عبادت کرلوں۔ چنانچہ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور خود ماں کی خدمت میں رہے لیکن اسی شب عبادت کی ابتدا کرتے ہی آپ کے بھائی نے یہ غیبی ندا سنی کہ ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کرنے کے ساتھ تمہیں بھی ان کے طفیل میں بخش دیا۔ یہ سن کر انہیں حیرت ہوئی اور خدا سے عرض کیا کہ یا اللہ میں تو تیری عبادت کر رہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گزاری میں ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کے بجائے اس کی مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیل بنایا گیا ہے۔ ندا آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج اور کمزور ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لئے باعثِ خوشنودی ہے۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

خون سے اللہ کا نقش: ایک مرتبہ بچوں نے آپ کے پاؤں پر ایسا پتھر مارا کہ لہولہان ہو گیا اور زخم سے جو قطرے زمین پر گرتے ان میں سے ہر قطرہ خون سے اللہ کا نقش ابھرتا تھا۔

کپڑوں کو جلا دینا: ایک مرتبہ نئے کپڑے جسم پر سے اتار کر جلا ڈالے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلاوجہ مال کا ضیاع حرام ہے تو فرمایا کہ قرآن نے کہا ہے کہ جس چیز پر تمہارا قلب مائل ہو گا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ جلا دیں گے چونکہ میرا قلب اس وقت نئے کپڑے پر مائل ہو گیا تھا اس لئے میں نے ان کو دنیا میں ہی جلا ڈالا۔

☆......☆......☆......☆......☆

فضیلتِ مصافحہ

حضرت علامہ ممنون حسین آسوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

☆ عَنۡ عَطَاءِ نِ الۡخُرَسَانِيِّ اَنَّ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوۡ یَذۡ ھَبُ الۡغِلَّ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عطاء خرسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا۔

☆ عَنۡ قَتَادَۃَ قَالَ قُلۡتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الۡمُصَافَحَۃُ فِیۡ اَصۡحَابِ الرَّسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمۡ

ترجمہ: حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مصافحہ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔ (بخاری)

☆ عَنِ الۡبَرَآءِ بۡنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَامِنۡ مُّسۡلِمِیۡنِ یَلۡتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبۡلَ اَنۡ یَّتَفَرَّقَا. (رَوَاہُ اَحۡمَدُ، وَالتِّرۡمِذِیُّ وَ ابۡنُ مَاجَۃَ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں ہیں ایسے دو مسلمان جو ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں مگر دونوں جدا ہونے سے پہلے بخش دیے جاتے ہیں (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

☆ فِیۡ رِوَایَۃِ اَبِیۡ دَاوٗدَ وَقَالَ اِذَا الۡتَقَی الۡمُسۡلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَ اللّٰہَ وَاسۡتَغۡفَرَاہُ غُفِرَ لَھُمَا.

ترجمہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ایک دوسرے سے معافی چاہیں تو دونوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو پہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا مگر جھڑ جائے گا۔ (شعب الایمان)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ اُن کی دعا کو حاضر کر دے اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ اُن کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رضائے الٰہی کے اُن کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت ہوگئی، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔ (امام احمد)

☆ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے، اور ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔ (طبرانی)

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے کے لئے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظرِ محبت سے دیکھے اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ابن النجار)

محبتوں اور شجاعتوں کا قافلہ رواں دواں

فہیم اختر حقانی (مرکزی کنوینئر ،شعبہ نشرواشاعت)

اجلاس ماہانہ مرکزی مجلس عاملہ "شیران اسلام پاکستان":

مرکزی مجلس عاملہ کا ماہانہ ورچوئل اجلاس زیرصدارت مرکزی ناظم اعلی 4جون بروز اتوار صبح 15:5 پر منعقد ہوا۔اجلاس کے ایجنڈے میں شامل اہم نکات پر گفتگو ہوئی جن میں تنظیم سازی اور ماڈل اضلاع کی کارکردگی کا جائزہ،حی علی الفلاح مہم کے تحت ترتیب دیئے جانے والے پروگراموں کی تفصیل، امیر شمالی پنجاب کا مرکزی امیر کی مشاورت سے ڈویژنل دورہ کا جلد شیڈول،جھوٹے مدعیان نبوت کی عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارتوں کے سدباب کیلئے خطبات جمعہ کے ذریعے آگاہی مہم شامل تھی۔ درجذیل مشترکہ فیصلے کئے گئے:

تنظیم سازی پر سیر حاصل گفتگو ہوئی،شرکاء نے اس سلسلہ کام کو تیز کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس جون کے دوسرے ہفتہ (11 جون2023) میں منعقد ہوگا۔اس کے انعقاد کے لیےصوبائی قیادت یکسو ہے۔ باقاعدہ ایجنڈا اور سرکلر جاری کیا جائے گا۔مرکزی مجلس عاملہ کے معزز اراکین نے کسی تیسرے صحت افزاء مقام پر سہ روزہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر زور دیا ہے۔جس کے لیے مرکز سے مکمل مشاورت، ایجنڈا، مالی معاملات اور دیگر امور پر منصوبہ بندی کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا۔موزوں تاریخ 14 تا16 اگست پر ہم آہنگی پائی جاتی ہے تاہم اس پر مزید مشاورت کی ضرورت ہے۔شمالی پنجاب کی قیادت بہت جلد تنظیم سازی، مجوزہ سہ روزہ ختم نبوت ورکشاپ اور تربیتی نشستوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف دورہ جات پر اپنے شیڈول کا اعلان کرے گی۔امیر کشمیر نے جولائی کے دوسرے ہفتہ کے بعد تربیتی نشست کے لیے اپنے عزم کا اظہار کیا ہے۔تاریخ کا باقاعدہ اعلان بعد میں کیا جائے گا۔تاہم شمالی پنجاب کی قیادت مرکز میں منعقد ہونے والی پہلی (جون کے تیسرے ہفتہ میں) تربیتی نشست میں بھرپور شرکت کرے گی۔ جھوٹے مدعیان نبوت کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے محترم امیر کشمیر خطبات جمعہ کا پہلا ڈرافٹ تیار کریں گے۔ باہم مشاورت سے ماہانہ بنیادوں پر خطبات جمعہ شروع کیے جائیں گے۔حتمی خطبہ جمعہ ترجمان شیران اسلام پاکستن، مجلّہ الحقیقہ میں بھی شائع کیے جائیں گے۔آزاد کشمیر کی قیادت نے سالانہ عرس باڈی شریف کے موقع پر" ختم نبوت کانفرنس" کا پلان بنایا ہے۔ ناظم آزاد کشمیر نیسالانہ عرس باڈی شریف میں 17 جون 2023 کو ختم نبوت کانفرنس کے لیے سب کو دعوت دی۔جھوٹے مدعیان نبوت کے اثرات کو زائل کرنے کیلئے خطبات جمعہ کے ذریعہ آگاہی مہم شروع کی جائے گی۔علماء ومشائخ کی سرپرستی میں خطبہ جمعہ کا ڈرافٹ تیار کیا جائے گا جسے بعدازاں سرکلر کے ذریعہ جاری کیا جائے گا۔

مرکزی مجلس عاملہ کے شرکاء میں محمد آفتاب احمد، مرکزی ناظم اعلی (صدر مجلس)، پروفیسر محمد حسیب احمد نظیری، امیر آزاد کشمیر، فہیم اختر حقانی، مرکزی کنوینئر برائے شعبہ نشرواشاعت، قاری محمد عبدالحق، امیر جنوبی پنجاب، علامہ مقبول احمد مہر، نائب امیر بلوچستان، آصف مصطفیٰ مجیدی، ناظم آزاد کشمیر، محمد بلال، نائب امیر جنوبی پنجاب پنجاب، محمد سہیل انجم، ناظم شمالی پنجاب نے شرکت کی۔

''سہانے لمحات'' / ''شیران اسلام پاکستان'' کے اولین کارکنان کی بیٹھک

مرکزی امیر حافظ محمد اظہر نعیم کی خصوصی تحریک پر حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور تحریک ''شیران اسلام پاکستان'' کے اولین کارکنان کے لیے مرکزی امیر صاحب نے شکرگڑھ میں ایک بیٹھک بعنوان ''سہانے لمحات'' کا اہتمام کیا جس میں معزز شرکاء نے حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں گزرے شب و روز کو اجمال بیان کیا تو ایک سماں بندھ گیا۔احباب نے اپنی بیتے ہوئے لمحات کو بیان کیا تو ایک بار پھر جذبے تازہ اور توانا محسوس ہونے لگے۔آدھی رات سے زیادہ جاری رہنے والی بیٹھک دراصل ''شیران اسلام پاکستان'' کے جملہ شرکاء کے لیے سہانے لمحات کی بیٹھک کسی سنگ میل سے کم نہ تھی۔

پشاور میں کل پاکستان سالانہ خاتم المرسلین والنبیین سیرت کانفرنس کا انعقاد:

الاسلام فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام ،کل پاکستان سالانہ خاتم المرسلین والنبیین سیرت کانفرنس ،میلاد ہاؤس پشاور میں منعقد ہوئی۔کانفرنس کے مہمان خصوصی ''شیرانِ اسلام پاکستان'' کے مرکزی صدر جناب حافظ اظہر نعیم صاحب تھے۔مرکزی ناظم اعلی محمد آفتاب احمد اور مرکزی ناظم مالیات عارف علی مجاہد ''شیرانِ اسلام پاکستان'' کے وفد میں شامل تھے۔اس کانفرنس میں ملک عزیز پاکستان اور بیرون سے آئے ہوئے دانشور، خطباء، علماء، وکلاء، طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے بھرپور شرکت کی۔اس پروگرام میں نہ صرف اہل سنت بلکہ دیگر مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ و پروفیسرز حضرات نے بھی شرکت کی۔پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا جس کا شرف حافظ محمد مبشر مصطفیٰ نے حاصل کیا تلاوت کے بعد حمد کیلئے محمد مدثر مصطفیٰ کو دعوت دی گئی اور نعت قاری عبدالمنان نے پیش کی۔اس پروگرام کو پیر طریقت ڈاکٹر آصف جان میر قادری صاحب کی صدارت میں اختتام تک پہنچایا گیا۔

مرکزی امیر ''شیرانِ اسلام پاکستان'' جناب حافظ محمد اظہر نعیم نے کل پاکستان سالانہ خاتم المرسلین والنبیین سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام کی پوری عمارت عقیدہ ختم نبوت پر استوار ہے۔اس میں ذرا سی لغزش دائرہ ایمان سے خارج کا سبب بن سکتی ہے۔فتنہ قادیانیت کی سرکوبی پوری امت پر بالعموم اور اہل پاکستان پر بالخصوص قرض اور فرض ہے جس کے لیے پوری تندہی سے کام کی ضرورت ہے۔مرکزی ناظم اعلی محمد آفتاب احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لحہ موجود میں نسل نو پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔دشمن سوشل میڈیا کے ذریعہ اپنے مضموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ہماری نوجوان نسل کو ہدف بنا رہا ہے۔اسوقت اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے ہر پیرو جوان کو میدان عمل میں نکلنے کی ضرورت ہے۔

الاسلام فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر نور حکیم جیلانی نے میزبانی کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر پیر طریقت سید عنایت شاہ بادشاہ کا، کے جن کے میلاد ہاؤس میں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ڈاکٹر نور حکیم جیلانی نے فرمایا ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا ایمان ہے نبی مکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کا تحفظ پاکستان کے مسلمان نہیں کرینگے تو کون کرے گا کیونکہ اس ملک کے علماء پہلے بھی ختم نبوت ﷺ کے واسطے جانیں قربان کر چکے ہیں اور اب بھی کریں گے۔اس پروگرام میں شرکت کرنے والے خطباء علماء و مشائخ و پروفیسرز میں مولانا شمس الاسلام، پروفیسر ڈاکٹر سراج ،مولانا زرین گل،محمد شاکر قادری،مولانا ذوہیب علی شاہ،محبوب الرسول

قادری (لاہور)، مولانا حسیب احمد نظیری (اسلام آباد)، مولانا سید عثمان باچا پشاور، رانا محمد آفتاب احمد (مرکزی ناظم اعلی ۔ شیران اسلام پاکستان، راولپنڈی)، حافظ اظہر نعیم (مرکزی صدر شیران اسلام پاکستان، نارووال) شامل ہیں۔

خطباء ومقررین حضرات نے ختم المرسلین سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرۃ کی مخصوص تاریخی واقعات کی روشنی میں عوام کے قلوب واذہان کو منور کیا اور انھوں نے کہا کہ ہر عام وخاص اس ملک میں نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ کی آرزو وتمنا رکھتا ہے۔اور انشاءاللہ مسلسل کوشش کے ذریعے ایک دن مملکتِ پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ضرور ہوگا جس میں نبی مکرم ﷺ کے محبت اور نظام سے عوام فیضیاب ہونگے۔اور آخر میں شیرانِ اسلام کے مرکزی صدر جناب حافظ اظہر نعیم صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ شیرانِ اسلام تحفظ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہرممکن کوشش کرے گی اور الاسلام فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر نورحکیم جیلانی کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے کوشش میں ہر ممکن مدد کی یقین دھانی کرائی۔آخر میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا جس کا شرف شاکر قادری صاحب نے حاصل کیا اور صدرِ مجلس جناب آصف جان میر صاحب کے صاحبزادے جناب کینزی قادری نے ملک وقوم اور مجاہدین ختم نبوت ﷺ کیلئے دعا کی۔تقریب میں الاسلام فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کی کتب کا اسٹال بھی حمزہ عمران نے لگایا اس پروگرام کے اختتام الاسلام فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے ممبران کے تعاون سے شرکاء کو باقاعدہ ظہرانہ بھی پیش کیا گیا۔

شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' / چیئرمین شعبہ ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق کا دورہ کراچی:

ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی سے ملاقات: چیئرمین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق کی MQM کے سربراہ ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی سے ملاقات میں پروفیسر عرفان محمود برق نے اپنی ملاقات میں ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی اور فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں سے بھولے بھالے مسلمانوں کو بچانے کیلئے مشترکہ طور پر اقدامات کرنے پر اتفاق کیا گیا۔اس موقع پر خالد مقبول صدیقی نے ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

خطبہ جمعۃ المبارک (مرکزی جامع مسجد دیار حبیب گلشن جدید فیز 1 کراچی): چیئرمین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق، حضرت علامہ مولانا محمد اکرم سعیدی کی میزبانی میں تاجدار ختم نبوت ﷺ کے موضوع پر جمعۃ المبارک کے خطبہ میں تاجدار ختم نبوت ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے عہد رسالت سے لے کر آج تک جھوٹے داعیان نبوت کے آنحضور ﷺ کی ختم نبوت پر کئے گئے حملوں اور ان کے بدترین انجام کا تذکرہ کیا۔انہوں نے بتایا کہ ہر دور میں عاشقان مصطفیٰ ﷺ نے ہمیشہ گستاخان نبوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں عبرتناک انجام تک پہنچایا۔

ختم نبوت تربیتی ورکشاپ: خطبہ جمعۃ المبارک کے بعد 12:30 پر اسی مقام پر ختم نبوت تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے علمائے کرام، خطباء حضرات، آئمہ مساجد اور اساتذہ کرام پر زور دیا کہ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور قادیانیت کے فتنہ کی روک تھام کیلئے بھرپور کردار ادا کریں۔اس موقع پر کثیر تعداد میں علماء کرام اور خطباء حضرات موجود تھے۔

سندھ ھائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے تاریخ ساز خطاب: چیئرمین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق، سندھ

ھائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے زیر انتظام جب ھائیکورٹ کے احاطے میں پہنچے تو فضا ختم نبوت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ وکلاء برادری نے مجاھد ختم نبوت کو ہار پہنا کر اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے پرتپاک استقبال کیا۔ اس موقہ پر پورے علاقہ میں ھائیکورٹ بار سے مجاھد ختم نبوت کے خطاب کی فلیکسز، بینرز اور اشتہارات لگائے گئے تھے ھائی کورٹ بار کے منتظمین نے ہیلپ لائن ایسوسی ایشن کے صدر سہیل احمد خان ایڈووکیٹ، سندھ ھائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر محمد سلیم منگریو، جنرل سیکرٹری بار ایسوسی ایشن عامر نواز وڑائچ اور بلال سیال نے اس پروگرام کو ترتیب دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق کے خطاب سے قبل مندرجہ بالا مقررین نے اپنے خطبات میں اپنے دوٹوک مؤقف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور ختم المرسلین ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہم جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے سہولت کاروں کو ان کے عبرتناک انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق نے اپنے خطاب میں نبی آخر الزماں آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو اپنی گفتگو کا محور بناتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے 73 کے آئین دونوں میں کافر ھیں لیکن دجل اور فریب کے ذریعہ دنیا کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے آپ کو احمدی مسلمان ظاہر کرتے ھیں، یہ دن رات اپنے غیر ملکی آقاؤں کی آشیر باد سے آئین پاکستان کی انہیں غیر مسلم قرار دی جانے والی شقوں کو کالعدم یا تبدیل کرانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اترے ہوئے ھیں۔ انہوں نے کہا قائد اعظم بھی وکیل تھے جنہوں نے ہمیں پاکستان دلوایا اور اپنی وکلاء برادری سے مجھے بھرپور توقع ہے کہ آئین پاکستان کی ترمیم جن میں قادیانی کافر ھیں کے تحفظ کیلئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

اورنگی ٹاؤن کراچی میں خطابات: اس سلسلہ کا پہلا پروگرام جامع مسجد فاطمۃ الزاھرہ اورنگی ٹاؤن میں 2 تا 4 بجے بعد نماز ظہر درس قرآن کے حوالے سے علمی فکری تربیتی نشست کا انعقاد ھوا۔ درس قرآن کی محفل سے خطاب کرتے ہوئے پر چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق نے قرآنی تعلیمات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: سارا قرآن نبی آخر الزمان ﷺ کے قول و عمل کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، قرآن ھی وہ واحد کتاب ہے جو خالق کائنات کے محبوب ترین رسول ﷺ پر نازل ہوئی جس کا اٹل پیغام یہ ہے کہ آپ ﷺ آخری رسول ھیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کسی رسول نے نہیں آنا اگر کوئی اس عقیدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ لعین مردود ھوگا۔

اس سلسلہ کا دوسرا پروگرام بمقام جامع مسجد بیت المعظم اورنگی ٹاؤن بعد نماز مغرب بعنوان قادیانیت شکن کانفرنس انعقاد پذیر ھوا جس میں اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات کیلئے سوالات وجوابات کی خصوصی نشست رکھی گئی تھی۔

اس سلسلہ کا تیسرا پروگرام جامع مسجد اقصی الفتح کالونی اورنگی ٹاؤن بعد از نماز عشاء بعنوان تحفظ عقیدہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد تھا جس سے خطاب کرتے ہوئے پندرہ ہزار سے زائد مرزائیوں کو دائرہ اسلام میں لانے والے اور قادیانی گھرانے میں آنکھ کھولنے والی

شخصیت جو اللہ کی کرم نوازی سے نہ صرف خود بلکہ اپنے پورے خاندان کو قادیانیت پر لعنت ڈال کر شرف اسلام سے مشرف ہونیوالی شخصیت عالمی شہرت یافتہ مجاھد ختم نبوت چئیر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق کی ذات ہے۔ آپ نے ان پروگراموں میں مرزائیت کا محاسبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج یہود وہنود اور قادیانی دیگر لادینی قوتوں کے اکٹھ جوڑ سے اپنے آقاؤں کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف برسرپیکار ہیں، ضرورت اس امر کی ہے عشاقان مصطفیٰ ﷺ ختم نبوت کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو کر ایک مثالی امت محمدیہ کا ثبوت دیں۔

جامع مسجد کھوکھراپار، ملیر کراچی میں خطاب: جامع مسجد کھوکھراپار ملیر کراچی میں بعد نماز عشاء تاجدار ختم نبوت سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے چئیر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق نے جھوٹے مدعیان نبوت کے عبرتناک انجام کی نشاندھی کرتے ہوئے واضح کیا کہ منکران ختم نبوت نوشتہ دیوار پڑھ لیں یہ دنیا میں رسوا ہو کر مریں گے اور آخرت میں بھی ان کیلئے دردناک عذاب ان کا منتظر ہوگا۔ توبہ کا دروازہ آج بھی کھلا ہے مرزا غلام احمد قادیانی لعین کا انجام سب پر واضح ہے اس کی موت لیٹرین میں ہوئی جس کے بعد اس کی بدبودار مسخ شدہ لاش کسی کو دکھانے کے لائق نہیں رہی تھی۔

آل پاکستان پٹنی مسلم جماعت سے خطاب: آل پاکستان پٹنی مسلم جماعت کے زیراہتمام بمقام نشتر روڈ گارڈن ایسٹ کراچی میں عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر ختم نبوت تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے چئیر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق نے محکمہ تعلیم میں کی گئی ان آسامیوں کی تعیناتیوں پر سوالیہ نشان اٹھایا جن میں شعبہ اسلامیات میں قادیانی اساتذہ کو مسلمانوں کے سکولوں میں تعینات کیا جارھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسی تعیناتیوں کے خلاف موثر آواز اٹھانی ہوگی جن میں مسلمان بچوں کو قادیانی بنانے کی سازشیں کی جارھی ھیں۔

جامع مسجد سیدہ فاطمۃ الزھرہ گلبرگ فیڈرل بی ایریا میں خطبہ جمعۃ المبارک: نامور مزہبی اسکالر مجاھد ختم نبوت چئیر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' پروفیسر عرفان محمود برق نے کہا ہے کہ ملک کے بدلتے ہوئے سیاسی حالات کا تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد پر متاثر نہیں ہوگا ہم کل بھی میدان عمل میں تھے اور ہم آج بھی میدان عمل میں ڈٹے ہوئے ھیں قادیانی کل بھی گستاخ رسول تھے قادیانی آج بھی گستاخ رسول ھیں اور ہم گستاخان مصطفیٰ کو اپنی قوم کو گمراہ کرنے کی کھلی چھٹی نہیں دے سکتے، ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامع مسجد سیدہ فاطمۃ الزھرہ گلبرگ فیڈرل بی ایریا میں خطبہ جمعۃ المبارک میں اظہار خیال کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں قادیانی کلیدی عہدوں پر فائز ہیں جس کی وجہ سے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں بے چینی پائی جاتی ہے، ہمارا ان سے مطالبہ ہے قانون کا نفاذ ہر طبقہ پر ہونا چاہیے۔

سالانہ عرس عظیم روحانی درگاہ آستانہ عالیہ بانڈی شریف، مظفرآباد آزاد کشمیر

خطہ آزاد کشمیر کی عظیم روحانی درگاہ آستانہ عالیہ بانڈی شریف میں ''شیران اسلام پاکستان'' آزاد کشمیر کے زیراہتمام عظیم الشان تاجدار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا انعقاد سالانہ عرس مبارک کے موقع پر کیا گیا۔ آستانہ عالیہ بانڈی شریف مظفرآباد آزاد کشمیر میں ہر سال غوث المعظم حضرت خواجہ پیر نظیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک تین دن تک جاری رہتا ہے۔ اس بار 16, 17 اور 18

جون 2023 کو منعقد ہوا اور 17 جون کو "شیران اسلام پاکستان" نے ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا تا کہ دور ونزدیک سے آنے والے زائرین کو ختم نبوت کے اہم مسئلے سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ کانفرنس کی صدارت سجادہ نشین آستانہ عالیہ بانڈی شریف علامہ پیر محمد نعیم مجیدی نے فرمائی۔ مرکزی ناظم اعلیٰ "شیران اسلام پاکستان" رانا محمد آفتاب احمد صاحب نے خصوصی شرکت فرمائی۔ شیران اسلام آزاد کشمیر کے امیر علامہ اخونزادہ محمد حبیب احمد نظیری، ناظم اعلیٰ صاحبزادہ آصف مصطفےٰ مجیدی، چیئرمین علماء بورڈ علامہ فیصل رزاق حیدری، امیر پونچھ ڈویژن علامہ راشد اسلم، امیر ضلع باغ علامہ رمضان الخیری اور امیر ضلع مظفر آباد چوہدری محمد انور کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت فرمائی۔ آخر میں سجادہ نشین پیر محمد نعیم مجیدی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور شیران اسلام کے عظیم مشن کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

فیصل آباد ڈویژن میں "شیران اسلام پاکستان" کی رابطہ مہم:

قافلہء سخت جان کے سفیر "شیران اسلام پاکستان" کے مرکزی ناظم اعلیٰ رانا محمد آفتاب احمد جھنگ تشریف لائے تو انکے همراہ فیصل آباد سے صادق الحسن تھے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے فہیم اختر حقانی مرکزی کنوینز برائے شعبہ نشرواشاعت سے تنظیمی امور، ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ اور وسطی پنجاب میں شیران اسلام کی رابطہ مہم تیز کرنے اور فیصل آباد ڈویژن میں ہونے والی تنظیمی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا اس موقع پر جولائی کے وسط تک جھنگ فیصل آباد ٹوبہ اور چنیوٹ کی تنظیم سازی مکمل کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ فیصل آباد میں فہیم اختر حقانی مرکزی کنوینز برائے شعبہ نشرواشاعت نے سابق طالبعلم راہنما برادر جمشید نورانی کنوینز شیران اسلام فیصل آباد کے ہمراہ سرینا ہوٹل فیصل آباد میں مرکزی ناظم اعلیٰ شیران اسلام سے ملاقات کی۔ اس موقع صادق الحسن بھی موجود تھے۔ ملاقات میں جمشید نورانی کو ضلع فیصل آباد کے کنوینز نامزد ہونے پر مبارکباد دی۔ اس موقع پر شرکاء سے فخر شیران اسلام، مجاہد ختم نبوت علامہ عرفان محمود برق کے فیصل آباد بار سے خطاب کے لیئے بات چیت ہوئی۔ جمشید نورانی نے عرفان محمود برق صاحب کے فیصل آباد آمد اور بار سے خطاب کا خیر مقدم کیا اور اس سلسلے میں اپنے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مرکزی ناظم اعلیٰ نے جمشید نورانی کو مجلّہ الحقیقہ کے شماروں کا تحفہ پیش کیا فہیم اختر حقانی مرکزی کنوینز برائے شعبہ نشرو اشاعت مرکزی ناظم اعلیٰ کی جھنگ اور فیصل آباد آمد اور رابطہ مہم کا شکریہ ادا کیا۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس (بھون) چکوال

جمعیت علماء پاکستان اور شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس (بھون) چکوال میں منعقد ہوئی۔ پیر طریقت رہبر شریعت علامہ دانش حیدری دامت برکاتہ جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان شمالی پنجاب نے ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لیے علاقہ بھر میں شب و روز ایک کر دیا۔ بھون جہاں فتنہ قادیانیت اپنے عروج پر ہے وہیں پر صاحب نے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جس میں مرکزی ناظم اعلیٰ "شیران اسلام پاکستان" اور امیر کشمیر پروفیسر محمد حبیب احمد نظیری دامت برکاتہم کو مدعو کیا گیا تا کہ اس فتنہ کو طشت از بام کیا جا سکے۔ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس (بھون) چکوال نوجوانوں، بزرگوں اور معاشرے کے تمام نمائندہ افراد سے بھرا ہوا تھا۔ اس موقع پر امیر کشمیر پروفیسر محمد حبیب احمد نظیری نے فتنہ قادیانیت کو پوسٹمارٹم کیا اور اہل علاقہ کو ان کے معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کرنے کا کہا تا کہ اہل علاقہ ان کے موذی اثرات محفوظ رہ سکیں۔

Monthly Mujalah
AL-HAQIQA
Reg No: C.P.L.208
July 2023

